The Drinched Book

UNIVERSAL LIBRARY

OU_188805

UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۲۵۹۷۱ Accession No. ۵۳۰۶۳

Author ش - ح حامد معانی

Title شستاه کوئی

This book should be returned on or before the date last marked below.

شہنشاہ کونین

کلچیں ریاض مصطفوی حامد نعمانی (چھاؤنوی) اعظم گڈھی

پریسیڈنسی کالج

کلکتہ

۱۲ - ربیع الاول ۱۳۳۷ھ

[illegible] ۲۲ نمبر مچھوا بازار اسٹریٹ [illegible] کلکتہ

۹۲۲
ش

سرنامہ

مرحومہ محترمہ خدیجہ بی بی صاحبہ

(والدۂ عزیزہ مریم احمد عارف بھام صاحبہ طولت عمرہا) دختر

جناب ملا ہاشم صاحب مرحوم مغفور کی

یادگار میں

حامد نعمانی

ایک نظر

مجھے بہت بڑا فخر آج حاصل ہے کہ میرے عزیز دوست **حامد نعمانی** صاحب نے محبوب کبریا سرور انبیاء کے سچے حالات زندگی اور محاسن اخلاق کو نہایت خوش اسلوبی سے خلوص و عقیدت کے ہاتھون جمع کر کے ایک خوشنما گلدستہ تیار کیا ہے اور اس گلدستہ کو پیش کرنے کے لئے مجھ ناچیز کمترین کو موقعہ عطا فرمایا ہے۔ حبیبی حامد نعمانی صاحب کی اس عزت افزائی کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون۔

حضرات ناظرین سے "**شہنشاہ کونین**" کی تصنیف اور تالیف کے متعلق مین صرف اتنا کہدینا چاہتا ہون کہ یہ وہ لاجواب کتاب ہے جو کچھ دن گذرے اُس موقعہ پر حیطۂ تصنیف و تالیف مین آئی جبکہ جناب والا تبار نواب **نصیر حسین خان** صاحب **خیال** نے اسکول اور کالج مین تعلیم پانیوالے طلبا وبلکہ صلاے عام دی تھی کہ وہ فخر دوجہان کی سیرت پر بہترین کتاب اجمال و اختصار کے ساتھ لکھکر طلائی تمغہ حاصل کرین قوم کے مختلف ہونہار سپوتون نے اپنے اپنے اشہب قلم کو میدان تالیف و تصنیف مین دوڑائے اور زور قلم دکھائے مگر اکابر قوم و ملت نے جو ان مختلف تحریرونکو انصاف کی کسوٹی پر پرکھنے کیلئے تیار ہوئے تھے متفق ہو کر میرے عزیز دوست حامد نعمانی صاحب کی کوششونکی داد دی اور اس سیرت احمدی کو جو "شہنشاہ کونین" کا تاج آج سر پر رکھے ہوئے ہے بہترین قرار دیا۔ بعدہٗ بہت جلد وہ گھڑی آئی جب ایک شاندار جلسہ بصدارت فخر قوم و ملت جناب **راجہ صاحب** محمود آباد کلکتہ کے مسلم انسٹیٹیوٹ مین ترتیب پایا حسب الحکم جناب مولوی میرزا **ابو جعفر** صاحب ام۔ اے سکریٹری کمیٹی میرے عزیز دوست نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک حصّہ کتاب سنائی اور ہر جملہ پر داد لی ماشاء اللہ خوبی تحریر کے ساتھ میرے

عزیز نے پڑھنے کا ڈھنگ بھی خوب پایا ہی۔ ہر طرف سے سبحان اللہ کی آواز آتی تھی اور ہر سو سے نعرہائے تحسین بلند ہوتے تھے۔ جب اس گلدستہ ہمایون کے پہلے پھول کی پنکھڑیان جدا جدا کر کے ہر پہلو ہر رخ، اور ہر صورت سے دکھائی جا چکین تو وہ گھڑی آئی جبکہ کامیابی کا سہرا میدان تحریر مین بازی لیجانیوالے میرے عزیز کے سر باندھا گیا یعنے فلک اقتدار والا حشم فخر قوم و ملت جناب آغا صاحب کے مبارک ہاتھون نے وہ تمغۂ طلائی جسکے لئے صلائے عام دیگئی تھی میرے ایک حبیب کے گلے مین ڈالدیا۔ نعرہائے تحسین سے انسٹیٹیوٹ کا ہال گونج اٹھا۔

فدائیان مذہب و ملت سے استدعا ہے کہ اسکی ضخامت کی کمی پر نہ جائین بلکہ دیکھین کہ اسکے ہر ہر ورق بلکہ ہر ہر سطر کس ہادیِ برحق کی یاد تازہ کر رہے ہین اور ہر نقطے کس دربار گوہر فشان کی مدحت سرائی مین جاگزین ہین۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ سرکاری مدارس اور اسکولون مین نیز ان مدرسون مین جو مسلمانون کے قائم کردہ ہین اور مسلمانون کے خرچ سے چل رہے ہین اسکا انتظام نام کو بھی نہین کہ مسلم بچے یا بچیان اپنے مذہبی پیشوا نبیٔ امی کے واقعات زندگی سے واقف ہون۔ اس رسولؐ برحق کی سوانح عمری پڑھکر جادۂ حق پر چلنے کی کوشش کر سکین یا کم سے کم اس سرور انبیاء کی یکتا شخصیت کا صحیح صحیح اندازہ لگا سکین کہ کس شانِ کریمی کا نمونہ تھی۔

یہ کتاب "شہنشاہِ کونین" گو پوری طرح اس کمی کی تلافی نہ کر سکے۔ لیکن میرا دعوی ہی کہ اس سے اس کمی کی بہت کچھ تلافی ہو سکتی ہی۔ جو حالات حسنہ اسمین قلمبند کئے گئے اور جس پیرایہ مین قلمبند ہوئے ہین وہ اسکولون اور مدرسون مین مسلم بچون اور بچیونکے لئے نہایت دلچسپ بنایا گیا ہے۔ اور جس طرح ایک ہیرو کی سوانح لکھی جاتی ہے اس گروہ انبیاء کے ہیرو کی سوانح رقم ہوئی ہے۔ امید قوی ہے کہ کارکنان تعلیم اور ہر صوبہ کے ڈائرکٹر صاحبان

اِس طرف اپنی توجہ مبذول فرمائینگے۔

الراقم

(مسٹر ہدایت اللہ صاحب) بشرؔ ردولوی

مقدمہ

مجھے فرمایش کی گئی ہی کہ "شہنشاہ کونین" کے دربار مین جو گلدستہ جاتا ہی اسمین چند پھول مین بھی بڑھا دون، لیکن گلِ رنگین کہان، چند پنکھڑیان ہین جو خبر نہین اس گلدستہ کیلئے کس حد تک موزون و مناسب ہین۔ فرمایش کی مجبوری تھی، ورنہ اپنی معذوری ظاہر ہی۔ بہرکیف یہ پنکھڑیان عقیدت کے ہاتھون نے سجائی ہین، اور اس دربارِ دُربار مین یہ موتی گو بے حقیقت سہی، لیکن وہ سچے دل سے نکلے ہین۔ اگر یہ تحفہ قبول ہوا تو سمجھونگا کہ اپنی زندگی کی سب سے بہتر وہ گھڑیان تھین جو ان اوراق کی ترتیب مین گذرین، اور اپنی حیات کا سب سے بیش قیمت وہ حصّہ تھا جب یہ چند سطرین لکھی گئین، کیونکہ اب زمانہ نے ہمین سرچشمۂ حیات سے بہت دور ڈالدیا ہی، اور ہم اُس کعبہ کو بھول بیٹھے ہین جہان نجات کا سرچشمہ اُبلا کرتا تھا۔ آبشار اب بھی وہی ہی لیکن ہمارے دلون مین وہ سمندر موجزن نہین۔ آبِ حیات اب بھی ہی لیکن خضرِ راہ کا پتہ نہین۔ ہماری آنکھین گنگا و جمنا کی موجون سے کھیلتی ہین، لیکن اُس دریا کو نہین دیکھتین، جہان نور کی موجین اُسکو محوِ تماشا کرنے کیلئے اب بھی بیتاب ہین۔ غارِ حرا سے جو آفتاب نکلا تھا اُسکی کرنین اب بھی عالم پر نور برسا رہی ہین، لیکن کم نظرین ہین جو ان کرنون کو دیکھتی ہین۔ ہمارے لئے پیغامِ حیات اسی روشنی مین ہی، اور جبتک اسکی ضیا تابی نہ ہوگی، مصیبتون کا سیاہ بادل پھٹ نہین سکتا۔ ضرورت ہی کہ ہم اُس آفتاب کو دیکھین، اُس سرچشمۂ حیات پر نظر کرین، اور عرب کے ذرہ ہائے ریگ سے اپنا دامن باندہ لین۔

اسلام اور مسلم کا اصلی گھر وہ کعبہ عالم ہے جہان سے وہ تبلیغ کیلئے نکلا اور تمام عالم پر چھا گیا، خواہ وہ ڈینیوب کی خنک وادیون مین ہو، یا گنگا و جمنا کی سرسبز سرزمینون مین آئے

اُن تپتے ہوئے ریگستانون کو بھولنا نہین چاہیئے' جہان سے وہ پیغام خداوندی لیکر نکلا' اور دنیا کو دین و مذہب کا سبق پڑھایا گیا۔ افسوس ہے کہ اُسنے اُس عہد کو توڑا' اور اُس وعدہ کو فراموش کیا۔ اب اُسے خود سبق کی ضرورت ہے' اُسکی زندگی کا حقیقی راز رسول صلعم کی تعلیمات مین ہے' جنکے بغیر اُسکی زندگی کامیاب نہین ہوسکتی۔ اُسکی مصیبتون اور پریشانیون اور دقتون کا علاج نہ تو کوری فلسفیون کے اقوال' اور نہ مادّہ پرستون کے افعال مین ہے' بلکہ اُسکی حیرانی و پریشانی کا علاج اسمین ہے کہ وہ اپنا دل رسول صلعم کا تعلیمات کا آئینہ بنادے'۔

رسول صلعم کی بعثت اُسوقت ہوئی' جبکہ دنیا ظلم و بربریت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی' کفر و ضلالت کا دریا لہرین لے رہا تھا' اور توحید کا خورشید زرنگار گرہن مین تھا' لیکن جب وہ آفتاب عالمتاب روشن ہوا' تو اُسکی کرنین دور دور پہونچین' دنیا جھلک اُٹھی' اور یہ گھر پھر نور سے معمور ہوا'۔ رسول کی تعلیمات نے پھر توحید کا ڈنکا بجایا' اور بے پناہون کو صحیح نشان و منزل کا پتہ بتایا'۔ رسول کریم نے اپنی زندگی مین جو کچھ کیا' اُسکا مختصر حال آپکو اس مجموعہ مین ملیگا'۔ افسوس ہے کہ زمانہ نے ہمین صحیح راستہ سے بہت دور پھینکدیا ہے' ورنہ ہمین اپنے نبیؐ اور اپنے رسول کے حالات سے اسقدر بیخبری نہ ہوتی' ہماری بے حسی نے تصویر اور بگاڑدی ہے'۔

افسوس نغمہ وہی' اور ساز بھی وہی ہے' لیکن اس نغمہ پر جان دینے والے اب نہین' کان اب دوسری طرف متوجہ ہین' کتنی زبانین ہین جو اس نغمہ کو دُہراسکتی ہین؟ اور کتنے دل ہین جنمین یہ ساز اب بھی بج رہے ہین؟ افسوس کم اور بہت کم۔ مغربی ارگن اب ہمین بھلے معلوم ہوتے ہین' اور ہم انھین پر مٹے ہوئے ہین' لیکن دنیا کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارا چشمہ حیات دریائے ٹیمز نہین بلکہ چاہ زمزم ہے' جہان رحمت کا دریا اُبل رہا ہے' اور پیاسونکو اپنی طرف بلارہا ہے۔

اب متجسس نگاہون' اور متفکر دلونکو اُسی آفتاب حقیقت کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے

جسنے دنیا کو نور سے معمور اور لوگون کے دلون کو توحید سے پُر نور کیا۔ اُس نبی برحق نے دنیا کو جو سبق پڑھایا اُسکی عملی مثال خود بھی دے گیا۔ وہ بادشاہ تھا اور فقیر بھی، سردار تھا اور سپاہی بھی، خود آقا تھا لیکن لوگون کا خادم بھی، بیت المال مین سبھی کچھ تھا لیکن ہمیشہ ستر پیوند کی قبا پہنی، تین تین روز تک پیٹ پر پتھر باندھکر رہا۔ جب روٹی میسر آئی اور سائل آیا تو وہ بھی دیدی، میدان جنگ مین ہمیشہ لشکر کے ساتھ اور سفر مین حضر مین سپاہیون کے ہمراہ رہا، مصیبت مین شاکر، مفلسی مین قانع، اور درد دکھ مین راضی برضا۔ صولت یہ کہ بادشاہ کانپ جائین، اور ہیبت یہ ہے کہ دشمن تھرا جائین، عدل و انصاف کا عالم جدا اور لطف و عنایت کا رنگ علیحدہ، آپ غریبون پر مہربان، دشمنون پر رحمدل اور بے پناہون کے دستگیر رہے۔ بوریا پر بیٹھکے عالم پر حکومت کی اور اسی حلم و تدبر کی بدولت اقلیم دل فتح کئے۔ غرض نبی صلعم کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے پند نصیحت کا ایک باب اور حکمت و موعظت کا ایک دفتر ہے۔ وہ بندہ نواز تھے لیکن خود بندون کی طرح رہے۔ غرض زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبہ مین وہ ہمارے لئے ایک زندہ مثال چھوڑ گئے اور واقعی اُنکی پیروی سے ہم دین و دنیا مین سرفراز ہو سکتے ہین۔

لیکن ہمارے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہم خود نبی کریم کی زندگی سے ناواقف اور اُس اُسوہ حسنہ سے بے خبر ہین جسکے بغیر ہماری حالت کسی طرح سنور نہین سکتی۔ اسوقت کم لوگ ہین جو واقعی رسول صلعم کے حالات زندگی سے صحیح طور پر واقف ہون، کیونکہ عموماً اُردو مین آپکے متعلق جتنی کتابین لکھی گئین، وہ یا تو نامکمل ہین یا عام فہم نہین۔ مین اِس سے انکار نہین کرتا کہ اُردو مین ایسی کتابین موجود نہین بلکہ مین صرف یہ کہنا چاہتا ہون کہ ایسی کتابین کم ہین اور یہ فقدان یقیناً قابل افسوس ہے۔ بہرکیف ہمین خوشی ہے کہ

میرے مکرم دوست مسٹر حامد نعمانی نے ایک ایسی کتاب لکھی ہے جو ضخیم نہ سہی لیکن قابل قدر ضرور ہے، اور مین اپنے دوست کو اُنکی اس کتاب پر مبارکباد دیتا ہون، - اسوقت ضرورت ہے کہ ملک مین ایسی کتابون کی اشاعت ہو، جس سے ہم اپنے پیشوا، اپنے ہادی، اور اپنے مولا کی زندگی اور انکے اخلاق سے واقف ہوسکین، اور جس اُسوہ حسنہ کو ہم بھولے بیٹھے ہین پھر اُسپر کاربند ہونے لگین، ہمین امید ہے کہ یہ کتاب ملک مین ہاتھون ہاتھ لیجائیگی، اور لوگ اِس بیش بہا کتاب کی واقعی قدر کرینگے آمین،

(مسٹر) محمد محفوظ الحق (صاحب) احسن
بی - اے - عظیم آبادی

۲۹/۱ فیرلین کلکتہ
۲۵ / اپریل ۱۹۱۹ء

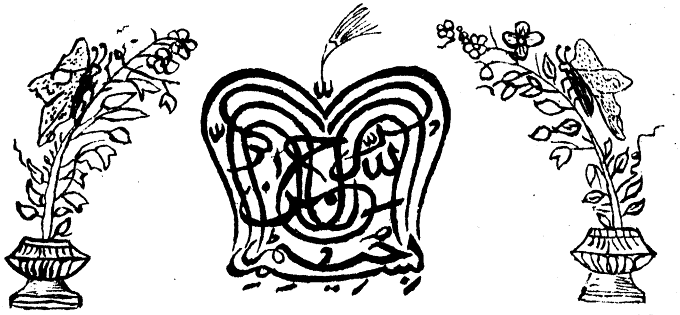

جھلک تیری عیان بجلی مین آتش مین شرارے مین
چمک تیری ہویدا چاند مین سورج مین تارے مین
بلندی آسمانون مین زمینون مین تری پستی
روانی بحر مین اُفتادگی تیری کنارے مین

جو لوگ قانون قدرت پر غور کرنے اور اُسے بصیرت سے باعتبار واقعات اور کیفیات کے دیکھنے کے عادی ہین وہ جانتے ہین یا آسانی سے جان سکتے ہین کہ دنیا مین جب کبھی کوئی بڑا واقعہ ہونے والا ہوتا ہے تو بہت پیشتر سے اُسکے آثار اور کیفیات مختلف رنگون مین وجود پذیر ہوتے رہتے ہین بیشک بعض دفعہ یکایک اور ناگہان بھی وقوع پذیر ہوتے ہین جنھین ناگہانی واقعات سے تعبیر کرتے ہین لیکن جو واقعات مہتم بالشان اور اہم ہوتے ہین اُنکے آثار مدتون پہلے سے ظہور مین آتے رہتے ہین۔ حضرت انسان کی پیدائش یا ظہور کے اول ہزارون قسم کی مخلوقات پیدا ہوئی تب اُنکی نوبت یا باری آئی۔ چونکہ حضرت انسان دیگر کل مخلوقات سے اشرف و افضل تھے اِسواسطے اُنکے وقت کو سب سے آخر رکھا گیا اگرچہ وہ اورون سے درجہ مین مقدم تھے مگر خلقت مین موخر رہے ؎

آخر آمد بود فخر اولین

بارش آنے سے پہلے بادل آتے ہین اور ہوائین چلتی ہین۔ غور کرنیوالے تاڑ جاتے ہین کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اور خوشنما بادل بارش یا باران کا پیش خیمہ ہے۔ اِسیطرح جب کوئی بگاڑ ہونے والا ہوتا ہے تو رفتہ رفتہ لوگون اور مخلوقون کی عادت مین فرق آنے لگتا ہے۔ یہانتک کہ ایک نیا سمان وجود پذیر ہوتا ہے۔ بس ہوبہو یہی حالت حضور سرور کائنات مفخر موجودات نبی برحقؐ کے پیدائش و بعثت کے وقت تھی۔ آنحضرتؐ کی بعثت سے قبل ادیان پر مختلف رنگون مین تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ مسیح علیہ السّلام کی یہ پیشین گوئی کہ نبیون کے اقوال پر تاریکی غالب آجائیگی درست ہوچکی تھی۔ عرب کی ملکی اور اخلاقی حالت کا یہ حال تھا کہ اِسکے جنوب پر سلطنت حبش کا اور مشرقی حصہ پر سلطنت فارس کا اور شمالی اقطاع پر روما کی مشرقی شاخ سلطنت قسطنطنیہ کا قبضہ تھا۔ اندرونی ملک بزعمِ خود آزاد تھا جس آزادی اور خودمختاری نے ایسا بُرا اثر ڈالا تھا کہ ان مین خودسری پیدا ہوگئی تھی۔ اپنی شجاعت وجُرأت کا نشانہ اپنے ہی بھائیونکو بنا رکھا تھا۔ بیکاری اور کاہلی نے جوے اور شراب کی عادت پیدا کردی تھی بت پرستی نے اِنسانی دل و دماغ پر قابض ہوکر اُنکو توہم پرست بنادیا تھا۔ فطرت کی ہر چیز کو اپنا معبود بنانے لگ گئے تھے اور اِس طریقے سے وہ خدا کی عظمت وجلال کے فراموش کردینے کے ساتھ ساتھ خود اپنی قدر و قیمت کو بھی بھول چکے تھے۔ کفر و شرک اور جہالت کی یہ حالت صرف عرب ہی تک محدود نہ تھی بلکہ تمام دنیا ایک سرے سے دوسرے سرے تک اِس ظلمت مین گھری ہوئی تھی۔ خدا کا قانون ہے کہ جب تمام رات کا اندھیرا ہوجاتاہے تو ماہ نو آسمان پر نمودار کرتا ہے۔ اِسیطرح جب ضلالت اور جہالت کی ظلمت تمام دنیا پر چھاگئی اور دنیا آسمانی نور کی ضرورت شدت سے

محسوس کرنے لگی تو اُس ظلماتی حالت کو دیکھکر اور ظلمت زدہ بندون پر رحم فرما کر خدا کی صنعت رحمانیت جوش مین آئی اور آسمانی برکات زمین کی طرف متوجہ ہوئین۔ اور تجدید توحید و اشاعت وحدت کیواسطے وہ خِطّہ چُنا گیا جو کبھی انتخاب مین نہین آیا تھا۔ وہ سرزمین نامزد ہوئی جو سب کی نگاہون مین ذلیل اور پست تھی جس سرزمین مین بتون اور جہالت کی خدائی تھی۔ جس قطعہ مین کفر و ارتداد کا زور و شور تھا۔ جس مخلوق مین مساوات اور اخوت کا نام بھی نہین تھا۔ جو مخلوق اور جو نسل رعونت اور تکبّر کی گرویدہ ہو چکی تھی۔ جس قوم کے گھر گھر مین لڑائی اور کینہ کینہ مین فساد و ضد و ہٹ گھر کر چکی تھی۔ رحمت کا ایک بادل اُٹھا ہدایت کا آفتاب یکایک چمکا اور ایک ظلمت زدہ خطہ پر پورے زور کے ساتھ درخشان ہوا کیونکہ اِس حالت مین دنیا نے ایک عظیم الشان رحمت کا حصّہ پایا کہ ایک روحانی چاند دنیا کی ہدایت کے لئے طلوع ہوا جو کہ دنیا کو ظلمت سے نکال کر نور مین لایا۔

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ غیر قومین دینی اور دنیوی ترقیون مین مشغول تھین۔ اہل عرب غفلت اور جہالت کی نیندین لے رہے تھے۔ عجم نے شاہنشاہی کا ڈنکا بجا دیا تھا۔ روما کا عقاب جاہ و جلال کے آسمان پر اُڑ رہا تھا۔ یونان نے علم و حکمت کے دریا بہا دیئے تھے۔ ہندوستان نے فضل و کمال کا منہ کھول دیا تھا یروشلم نے خداوند یہواہ کے خاص بندون کو مایۂ ناز بنا دیا تھا۔ یہ سب کچھ ہو رہا تھا مگر عرب کی وہی حالت تھی۔ نہ یہان صنعت و حرفت کے کارخانے تھے۔ نہ علم و حرفت کی درسگاہین تہذیب کوسون دور تھی۔ تمدن کا سایہ بھی نہین پڑا تھا۔ قتل و خون کا بازار گرم تھا۔ لڑائیونکے وجوہات بھی عجیب ہوتے تھے۔ ایک نے کہا ہم بڑے دوسرے نے کہا کہ نہین ہم

چلو لڑائی چھڑ گئی اور قبیلوں کے قبیلے کٹ مرے۔ کسی نے گھوڑ دوڑ مین کچھ شرارت کی کسی کا اونٹ کھیت مین چلا گیا۔ لیجیئے مدتون کی چھٹی۔ پھر ایک قوم کے خون دوسری قوم کے ذمہ چلے آتے تھے اور پشتون تک بدلا لیا جاتا تھا۔ جہان یہ بے امنی ہو وہان ترقی کیسی؟ کیسی ہمدردی اور کیسا اتفاق۔ قساوت اسدرجہ بڑھگئی تھی کہ لڑکیونکو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کردیتے تھے۔ آخر جاہلیت کے دور ختم ہونے کا وقت آپہونچا۔ پانچوین صدی عیسوی مین نسل اسمٰعیل کے ایک معزز خاندان قریش کو مکہ مین پورا اقتدار حاصل ہوا اور شہر کی حکومت اور کعبہ کی تولیت ہاتھ مین آگئی۔ اسی خاندان ہاشم کے اکلوتے بیٹے شیبہ المعروف بہ عبدالمطلب کے زمانہ مین حبشیون نے یمن سے مکہ پر حملہ کیا اور اُنکے عیسائی سردار ابرہہ الاشرم نے ہاتھیون کو لیکر خانہ کعبہ کے مسمار کرنے کا قصد کیا۔ مگر فاران کے پہاڑ سے خدائے واحد کا جلال چمکنے والا تھا۔ یہ روسیاہ جو کالے کالے چلتے ہوئے پہاڑون پر چڑھکر آئے تھے کیا کرسکتے تھے۔ بلائے آسمانی سے خود ہی تباہ ہوگئے۔ یہ اصحاب الفیل کا واقعہ ۵۷۰ء مین ہوا۔

حضرت عبدالمطلب کی اولاد مین خدا نے بڑی برکت دی۔ ان کی اٹھارہ اولادین ہوئین۔ چھ بیٹیان اور بارہ بیٹے جنمین خاص خاص حسب ذیل تھے عبدالعزیٰ المخاطب بہ ابولہب عبدمناف الملقب بہ حضرت ابوطالب رض حضرت عباس رض۔ حضرت حمزہ رض۔ اور حضرت عبداللہ۔

حضرت عبداللہ کی شادی بنی زہرہ کے خاندان مین حضرت آمنہ رض بنت وہب سے ہوئی۔ یہ عقد نہایت مبارک ثابت ہوا کیونکہ واقعہ اصحاب الفیل کے پچپن دن کے بعد ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کے دن پہلوے آمنہ رض سے دعاے خلیل اور نوید مسیحا کا

ظہور ہوا یعنے **نورِ محمدی ؐ** نے مجسم ہوکر ظلمت کدۂ عالم مین قدم رکھا۔ ؎

بہار آئی ہے شب بسکر دیارِ خلد کو شہ مین ابدتک اب خزان سوتی رہی پھولونکی چادر مین

خانۂ کعبہ کی مورتو۔بس رخصت۔بت شکن خلیلؑ کا پوتا جاء الحق وزھق الباطل کی منادی کے ساتھ آپہونچا۔مدائن کے شاندار ایوان کے سر بفلک کنگرو سنو تمھارے تاجدار کے بعد دیگر تھوڑی ہی عرصہ مین مٹ جائینگے اور آتشکدے سرد ہوجائینگے۔وہ دیکھو نور الٰہی چمکنے لگا۔حقیقت کا دریا بہے گا اور باغ عالم سرسبز ہوگا۔

؎ خدا کی مخلوق منتظر تھی دلون مین تھا اشتیاق پیدا
ازل سے آنکھین ترس رہی تھین، وہ کنز مخفی ہوا ہے پیدا

دُرِّ یتیم

یتیمی کا داغ بھی کس قیامت کا داغ ہے کہ عمر بھر نہین مٹتا۔معصوم بچّے کی بساط ہی کیا۔اِس پر یہ غم کا پہاڑ۔کون ایسا ہے جو اِس بھولی غمناک صورت کو دیکھکر تڑپ نہ جائے۔پتھر کا دل کیون نہو اسکے رونے سے شق ہوتا ہے پھر اس ماں باپ سے زیادہ چاہنے والے کا عرش اگر ہل جائے تو کیا شک ہے۔

قریش مکہ اصحاب الفیل کی بلا سے نجات پاکر ہشاش بشاش نظر آتے ہین۔محفلون مین خوب چہل پہل ہے جسے دیکھئے رنگ رلیان منا رہا ہے مگر حضرت آمنہ رضؓ شمع کی طرح گریان بھی ہین اور خندان بھی۔پیارے شوہر کے انتقال سے جنھین ابھی پچیسوان ۲۵ سال تھا اور جو اپنے اکلوتے بیٹے کی موہنی صورت دیکھنے بھی نہ پائے کلیجہ مسوس کر رہ گئی ہین۔مگر جس وقت اپنے معصوم بچے کی بھولی صورت کو جسکی پیشانی پر

خدا کا نور چمک رہا ہے دیکھتی ہین تو دل کی کلی کھل جاتی ہے پھر جسوقت اُسکی یتیمی کا خیال آجاتا ہے بیچین ہو جاتی ہین اور دل ہی دل مین روتی ہین کہ اب اسکا والی وارث کون ہے مگر وہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا۔ اپنے بندون کا پالنے والا مان باپ سے زیادہ مہربان خوب جانتا تھا کہ یہ غنچہ شگفتہ ہوکر اپنی بھینی بھینی خوشبو سے باغ عالم کو معطر کر دیگا۔

قریش مین دستور تھا کہ اپنے بچونکو دائیون کے سپرد کر دیتے تھے جو جابجا سے سال مین دو مرتبہ مکہ آتی تھین اور بچونکو اپنے قبیلون مین لیجا کر پرورش کرتی تھین اور دودھ پلانے کی مدت پوری ہونے پر والدین کے حوالے کرکے انعام اکرام لیکر خوش خوش واپس جاتی تھین۔ معمول کے موافق اس سال بھی دائیان آئین اور گھرون مین جاجا کر بچون کو بانٹ لیا۔ مگر حضرت آمنہ رضؓ کے یہان کون آتا یتیم کی پرورش مین نفع کی کیا امید تھی لیکن یہ کون جانتا تھا کہ یہ معصوم وہ دُرِ یتیم ہے جسکی قیمت وہی خوب جانتا ہے جسکے دست غیب مین زمین و آسمان کے خزانون کی کنجیان ہین۔ یہ دولت سعد کے قبیلے کی ایک غریب بدوی عورت کے نصیب کی تھی جسکا نام حلیمہ رضؓ تھا اس خوش نصیب کو جب کوئی نہ ملا تو خالی ہاتھ گھر جانا گوارا نہوا حضرت آمنہ رضؓ کے گھر آئی اور اس دُرِ یتیم ﷺ کو گود مین اُٹھا لیا اور پیار کرتی ہوئی اپنے شوہر کے پاس قافلے مین لے آئی۔

حلیمہ رضؓ کو جس وقت یہ دولت ملی گھر بھر گیا۔ رحمت اپنے ساتھ برکت کو ساتھ لائی اور نعمت کا دسترخوان چن دیا۔ وسعت کا دروازہ کھل گیا اور سعادت نے مبارکبادی اور آن قدمونکی برکت سے نعمتون کا مینہ برس گیا۔

جب رضاعت کی مدت پوری ہوئی حلیمہؓ کو ملے آنا پڑا۔ مگر دل کسی طرح سے نہین چاہتا تھا کہ اُس پیارے معصوم کو جُدا کرے۔ خدا نے آپکی صورت ہی ایسی دلکش بنائی تھی کہ جس نے ایک نظر دیکھا "صل علیٰ" پڑھنے لگا۔ راستہ بھر حلیمہؓ یہی دعا مانگتی آئی کہ "الٰہی یہ لعل بے بہا مجھ سے ابھی نہ چھنے۔ کچھ دن اور اس پارۂ جگر کو کلیجہ سے لگائے رہون"۔ حلیمہؓ نے یہ الفاظ کچھ ایسے درد اور بے بسی سے ادا کئے کہ اُسکی دعا قبول ہو گئی۔ انسان جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے۔ اسباب کا سہارا ٹوٹ جاتا ہے۔ عقل کی طاقت جواب دیدیتی ہے۔ نا امیدی دل پر چھا جاتی ہے اُسوقت قلب بس اُسیکی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جو اسباب کا مسبب، عقول کا خالق اور مضطر کی دعا کا مجیب ہے — حلیمہؓ مکہ پہونچی اور حضرت آمنہؓ کے گھر گئی کہ اس امانت الٰہی کو سونپ دے مگر کس طرح۔ بس ایسے ہی جسطرح نزع کے وقت نقد جان سپرد کرتے ہین۔ حضرت نے دایہ کی یہ محبت دیکھکر اور سنکر کہ مکہ کی آب وہوا اِسوقت خراب ہے اپنے دل پر جبر کر کے کچھ دن اور اپنے نورِ نظر کی مفارقت گوارا کرنا مناسب جانا۔ حلیمہؓ اجازت پا کر پھولی نہ سمائی اور ہنسی خوشی اُس روحِ روان کو جسکی جان کی قسم خالق انس و جان نے کھائی ہے پھر ساتھ لیکر گھر آئی اور گویا دوبارہ زندگی پائی۔ پانچ برس کے سن تک وہ نور مجسم ﷺ حلیمہؓ کے گھر کا چراغ رہا جسکی روشنی سے آنکھونکو نور اور سینہ کو سرور ملتا تھا۔ آخر وہ دن آگیا جب حلیمہؓ کو اس جانِ عزیز کی جدائی گوارا ہی کرنا پڑی اور حضرت آمنہؓ کی مشتاق آنکھین اپنے قرۃ العین کے دیدار سے روشن ہو گئین۔ مان کی محبت کا کیا پوچھنا۔ جو چین مان کی گود مین ملتا ہے۔ اُسپر دنیا کی تمام راحتین قربان۔ دامانِ مادر خدا کی رحمت کا سائبان ہے۔ اِسکی

الفت کا جوش خالق کائنات کے حکیم ورحیم ہونے کی سچّی دلیل ہے۔ یہ وہ نعمت ہے جسکے شکر بجالانے کے صلے مین جنت نصیب ہوتی ہے۔ بیشک بہشت مان کے قدم کے نیچے ہے۔

حضرت آمنہؓ اور حضرت عبدالمطلب کی وفات

ایک ہی سال گذرنے پایا تھا کہ اُس معصوم پر دوسری اور سخت مصیبت ٹوٹ پڑی۔ حضرت آمنہؓ اپنے لخت جگر کو لیکر اپنے عزیزون سے ملنے کو مکہ سے یثرب گیئن ایک مہینہ رہکر واپس آرہی تھین کہ مقام ابوا مین رحلت فرمائی۔ اللہ اللہ اُس مقدس یتیم کی اسوقت کیا حالت ہوگی۔ بس وہی سمجھ سکتے ہین جنھین اس لاد وادرد سے آشنا ہونا پڑا ہے۔ اُنھین کے دلون سے فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْھَرْ کی دل ہلادینےوالی تفسیر سُننا چاہئے۔ حضرت عبدالمطلب نے جسوقت یہ جانکاہ حادثہ سُنا نہایت مغموم ہوئے۔ اُس معصوم یتیم کو کلیجہ سے لگالیا اور نہایت شفقت سے پرورش کرنے لگے۔ ہروقت اپنے ساتھ رکھتے تھے اور ہر گھڑی دلجوئی کی فکر مین رہتے تھے۔ جوانمرگ بیٹے کا نام ونشان بس یہی ایک معصوم تھا جسکے سر سے بچپن ہی مین مان باپ کا سایہ اُٹھ گیا اب جو کچھ تھی جدامجد کی شفقت تھی مگر ہائے افسوس وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ رہی۔ ابھی نوین ہی برس مین نام خدا قدم رکھا تھا کہ دادا نے بھی سفرآخرت کا اختیار کیا اور داغ پر داغ نصیب ہوا۔ وہ پاک دل شکستہ تھا ہی اور بھی چور ہوگیا۔ ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو +

اللہ اللہ کن کن مصیبتون کا سامنا ہے۔ مان نے بچے کو لق ودق صحرا اور دشوار گذار راہون اور سنگلاخ چٹانون مین خدا کے حوالے کرکے سفرِ آخرت اختیار کیا۔

دو ماہ قبل پیدایش ہی باپ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا اور اب ایسی بیکسی اور بے بسی کی حالت مین مادر مہربان اور جد امجد نے آپ سے جدائی اختیار کی - یہ ایک ایسی مظلومانہ حالت تھی جس سے ایک سنگدل سے بھی سنگدل آدمی کا کلیجہ منھ کو آتا ہے کہ کس طرح آپکو دُہرا غم، دُہرا صدمہ، اور دُہری یتیمی کا تحفہ ملا - اس جدِ شفیق نے بھی منہ موڑ لیا جو آپکی تعلیم و تربیت کے کفیل تھے - اور صرف جنکا سہارا باقی رہگیا تھا - لاڈلے پوتے کو جو یتیم بلکہ دُرِ یتیم تھا ابو طالب کے حوالے کر کے دادا نے بھی ہمیشہ کے لئے جدائی اختیار کی - اس مقدس یتیم کو اپنے دادا کی وفات سے اس قدر صدمہ ہوا کہ روتے روتے ہچکی بندھ گئی - جسوقت عبد المطلب کی وفات ہونے لگی ہے تو اُنھون نے اپنے بیٹے ابو طالبؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اپنے اِس یتیم پوتے کو مین تیرے سپرد کرتا ہون - دیکھ کسی صورت سے اِسکی دل شکنی نہو - یہ بے مادر و پدر ہے اور کوئی اِسکا سر پرست نہین - اِسپر شفقت کرنا - اور نہایت اخلاق اور محبت سے اِسکو پالنا اور تربیت دینا دیکھ کبھی کسی بات سے اِسکا دل میلا نہو - ابو طالبؓ نے اِس نصیحت کو سُنا اور اسپر عمل کرنے کا وعدہ کیا -

حضرت ابو طالب حضرت عبد المطلب کی وفات کے بعد اُنکی وصیت کے موافق اُس دُرِ یتیم کی پرورش کے کفیل ہوئے - ایک تو حقیقی چچا ہونے کی محبت اور دوسرے وصیت کی تعمیل، اور تیسرے واجب الرحم بھتیجے کے پسندیدہ حرکات و سکنات کے اثر نے اِن کو ہمہ تن اِس کار خیر مین مصروف کر دیا - انھون نے اپنے یتیم بھتیجے کی سر پرستی اُسی محبت اور دلجوئی سے کی جس کی وصیت عبد المطلب کر گئے تھے - ابو طالب کے خاندان کے لئے حضور انورؐ کا

قدم ایسا مبارک ثابت ہوا کہ مفلسی کی بلا دور ہو گئی۔ ابو طالبؑ اپنے بھتیجے کو مثل عبدالمطلب کے اپنے ساتھ لیکے سویا کرتے تھے۔ جبتک حضور انورؐ خوردسالی کی مایوسانہ حالت مین رہے محبت مین کسیقدر کسی قسم کا فرق نہین آیا اگر حضور انورؐ کے والد ماجد بھی زندہ ہوتے تو شاید اِس سے زیادہ محبت سے پرورش نکر سکتے تھے۔ مگر اُس زمانے مین پڑھنے لکھنے کا چرچا عرب مین بہت ہی کم تھا۔ شہسواری نیزہ بازی شعر و شاعری کا مشغلہ رہتا تھا۔ ایک دوسرے پر فخر کرنے کی غرض سے اپنے خاندان کے شجرے اور کارنامے یاد کئے جاتے تھے۔ خوابون کی تعبیر دینے اور ستارون کی چال سے غیب کا حال بتانے کا بھی چرچا تھا اور اِسطرح علم النساب کے ساتھ کہانت کا بھی زور تھا۔ حضرت ابو طالب نے اپنے یتیم بھتیجے کی پرورش بہت شفقت سے کی مگر لکھنا پڑھنا کیا ہو سکتا تھا۔ اَن پڑھ قوم مین نشو و نما ہوئی تھی لیکن اگر اُس مقدس یتیم کی تعلیم نہوئی کیا حرج تھا۔ عالم الغیب نے کتاب عالم آنکھون کے سامنے کھولدی تھی۔ قلب سلیم مطالعہ مین مشغول تھا اور سینہ علمِ لدنّی سے معمور۔

حضور انورؐ کی روشنضمیری۔ عالی دماغی اور تیز ذہنی کی ایک ادنی مثال یہ ہے کہ جب آپؐ ۴۷ سال کی مدت کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو آپؐ نے اُس گھر کو پہچان لیا اور فرمایا کہ یہان میری والدہ مجھے لیکے اُتری تھین اور یہان مین کھیلا کرتا تھا اور خاص اِس جگہ میرے والد کی قبر ہے۔

جب آپؐ کی سات برس کی عمر تھی تو قبیلہ بنی مدیج کا ایک گروہ مکہ مین آیا۔ یہ بات مشہور تھی کہ لوگ قیافہ مین بہت مہارت رکھتے ہین وہ سب لوگ عبدالمطلب سے

آکر ملے اور کہا کہ اِس بچہ کی جہانتک ممکن ہو خوب حفاظت کرنا کیونکہ ہم نے مقامِ ابراہیم مین اِس بچہ کے قدم کی مشابہت اور کوئی قدم نہین دیکھا۔ عبدالمطلب یہ سُنکے بہت خوش ہوئے اور اُنھون نے ابوطالب کو بُلا کے کہا سُن یہ لوگ کیا کہتے ہین اور اُم ایمن کو بھی تاکید کی کہ اُسکی پوری نگرانی کیا کر۔ پے درپے کچھ ایسے واقعات کا ظہور ہوا کہ عبدالمطلب کے خیال مین اور بھی قوت پیدا ہوتی گئی اور آپ کو یہ یقین ہو گیا کہ میرا پوتا قطعی ایکدن قوم کا سردار ہو گا۔ آپ صرف اِس خیال سے کہ خدا کی برکت کا ہاتھ اِسکے سر پر ہے حضور انور صلعم کو بارش کیلئے دعا منگوانے لیگئے۔ قوم کے اور بھی بہت سے لوگ ساتھ تھے۔ خدا کی شان آپنے جسوقت اپنے ننھے ننھے مقدس ہاتھونکو بارگاہ الٰہی کیطرف پھیلا کے یہ کہا ہے "اے تمام دنیا کے مالک مینھ برسا تا کہ ہماری زندگی ہو جائے" فوراً بارش ہونی شروع ہوئی اور جل تھل بھر گئے۔

سفر شام

اہل عرب نے تجارت مین بہت کم فروغ حاصل کیا تھا۔ ان کا لین دین محدود تھا۔ شداد کی جنت کی سرزمین سے آدم، طائف اور نخلہ سے غلہ اور میوے، ارض تہامہ اور میدان نجد سے سنا، اذفر۔ یہ سب چیزین اونٹونپر لدکر ملک شام کو جاتی تھین۔ جہان سے روم اور عجم کے نفیس ریشمی کپڑے عمدہ عمدہ ظروف اور نادر اشیا لائی جاتی تھین۔ شہر مکہ مذہبی اور تجارتی دونون حیثیت سے مرکز تھا۔ قافلون کی آمد و رفت اِسی طرف سے ہوتی تھی۔ یہان کے

باشندے خود بڑے بڑے تاجر تھے۔ اِن کے کارندے دور دور پھرتے تھے اور ان کا گھر بھر دیتے تھے۔ خشکی سفر مین یہ لوگ بہت مشاق تھے مگر سمندر کے نام سے کانپتے تھے۔ ان کا سمندر جو کچھ تھا ریگستان تھا جسمین باد صرصر کے طوفان قیامت بپا کرتے تھے۔ ریگ روان کے بھنور ہلاک کرتے تھے۔ اُن کا جہاز اُن کا پیارا اونٹ تھا جو اس ہولناک متلاطم سمندر مین انکے واسطے سفینۂ نجات تھا اسی کی پشت پر ان کو سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ کے عجائبات نظر آتے تھے اور اسی کے سہارے پر ان کا بیڑا پار لگتا تھا۔ اِس محدود بیرونی تجارت کے علاوہ ملک مین چار بڑے بازار تھے "عکاظ" ذوالمجاز، مجنہ، اور حباشہ۔ جسمین سب سے زیادہ مشہور سوق عکاظ تھا۔ یہان ایک طرف لین دین ہوتا تھا ایک طرف کھیل تماشے۔ ایک طرف شعرا کا بازار گرم رہتا تھا اور ایک طرف کاہنون کا ہنگامہ بپا ہوتا۔ ایک اپنی مقفی نظمین سنا کر خوشی اور غم کا سین کھینچ دیتا تھا اور دوسرا اپنی مسجع عبارتین پڑھکر امید و بیم کا مرقع پیش کر دیتا تھا کسیطرف گانے بجانے کی محفلین آراستہ ہوتی تھین۔ کہین عشق کے نابینا دیوتا کے پوجاری بُتانِ سنگدل کی پرستش کرتے تھے اور کہین عقل کے اندھے پتھر کی مورتون کو سجدہ کرتے تھے۔ بازار کیا تھا ایک طوفان تھا جہان اِن بدمستیون کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ خون کی ندیان بہہ جاتی تھین مگر کسی کو افسوس تک نہ ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے حضرتؐ عرب کی اِس ابتر حالت سے متاثر ہوئے۔

عبدالمطلب کی وفات کے بعد مکہ کی امارت بنی ہاشم کے ہاتھون سے نکلکر بنی اعمام اور دوسرے قریش کے گروہون مین منتقل ہو گئی تھی۔ اُنکی

اولاد کا وہ اقتدار نہ رہا جو ان کی حیات مین تھا۔ ایک تو بنی ہاشم کی فیاضی اور سخاوت مشہور تھی۔ دوسرے حضرت عبدالمطلب کے انتقال کے بعد صدقات سے حاجتمندونکی امداد کرنے مین حضرت ابوطالب کا آمدنی سے زائد خرچ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ حضرت ابوطالب کو عسرت محسوس ہونے لگی۔ انکو دقتون سے سامنا پڑنے لگا مگر اپنے یتیم بھتیجے کی دلجوئی مین کمی نہ کی۔ تیرہ برس اِسیطرح گذر گئے۔ اِس درمیان مین اُس برگزیدہ الٰہی نے اپنے اوصاف حمیدہ سے یگانہ اور بیگانہ سبکے دلون مین گھر کر لیا۔ آپ کے تقویٰ وطہارت نے لوگون کو گرویدہ کر لیا اور ہر شخص یہی کہنے لگا کہ جب کسی کو جوان صالح دیکھنا ہو وہ ابن عبداللہ کو دیکھے۔

حضرت ابوطالب نے آپکو تجارت مین لگانا چاہا اِسلئے ایک دن چچا بھتیجون مین تلاش معاش کے متعلق باہم گفتگو ہونے لگی۔ مگر سرمایہ کی کمی سے دونون متفکر تھے کہ خیال آیا کہ اِس شہر مین ایک متمول شریف بیوہ متدین آدمیون کو اپنا مال دیکر تجارت کرنے کو بھیجا کرتی ہے جو کچھ نفع ہو اُس مین نصف نصف ہو جاتا ہے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد کو جو خبر ہوئی کہ آپ کا ارادہ تجارت کرنیکا ہے تو یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ سفر مین جانا چاہتے ہین تو محض اِس وجہ سے کہ آپ مین حُسنِ گفتاری و نیک کرداری اور وفور امانت و کمال دیانت اور معاملہ کی صفائی وغیرہ کے اوصاف ہین مین آپکے ماتحت اپنا مال تجارت روانہ کرتی ہون اور دیگر لوگون کی نسبت آپکو زیادہ مضاعف دونگی۔ پس جب ادھر سے حضرت صلعم ہوئے تو اُن نیکبخت بی بی نے

جنھین سرکارِ احدیت سے "اُمّ المومنین" کا لقب ملنے والا تھا مال تجارت حاضر کرکے اپنے غلام میسرہ کو آپ کے ہمراہ کردیا۔

جب آپ سفر مین نکلے تو قدرت کی کتاب آنکھون کے سامنے کھل گئی اور دیدۂ خدابین نے اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ کی نورانی تحریر جو خطِ غبار مین لکھی ہوئی تھی ملاحظہ فرمائی۔ وہ رات کا سفر جس مین ستارون کی قیامت تک چلنے والی گھڑی وقت بتانے کو پیش نظر رہتی تھی۔ وہ چاندنی رات کی بہارین وہ نسیم سحر کی مستانہ ادائین وہ سپیدۂ صبح کی ہلکی ہلکی روشنی۔ وہ لق ودق میدان وہ چمکدار ریگستان وہ سراب کی دھوکے بازیان وہ دوپہر کی گرمی سے بھبجا پکنا وہ دونون وقتون کا ملنا اور گلابی شفق کا پھولنا ایسا نظّارہ تھا جس نے آنکھون مین بہت کچھ کہدیا اور جلوۂ قدرت کا تماشہ دکھایا ؎ اے تماشا گاہِ عالم روے تو * تو کجا بہر تماشا میروی *

الغرض آپنے اِس کام کو ایسی عمدگی سے سرانجام دیا کہ لوگون مین آپکی اخلاقی خوبیون کے ساتھ دنیاوی معاملات مین لیاقت اور خوش سلیقگی کی شہرت ہوگئی۔ آپ کے تقویٰ وطہارت کے ساتھ دیانت اور امانت کی تعریف ہونے لگی اور سب وقعت کی نگاہون سے دیکھنے لگے بیشک آپکی ذات بابرکات بہمہ صفت موصوف تھی۔ انسانی کمالات کے آپ جامع تھے۔ دنیا مین رہکر خلق خدا سے کچھ کام نہ رکھنا اور اپنے قدح کی خیر منانا ہمت والون کا کام نہین اور اِسیطرح دنیا کے بکھیڑون مین پھنس جانا اور سامان معاد کی کچھ فکر نہ کرنا عاقبت اندیشون کا شیوہ نہین بلکہ اِس

گہرے دریامین پھاند کر کسیکو سہارا دینا کسیکو اُبھارنا کسیکو ہمت دلانا اور کسیکو ساتھ کھینچکر اُس پار ہو جانا اعلیٰ درجہ کی شناوری ہے - ایسا پیراک کون ہو سکتا ہے - بس وہی جس نے معرفت کے بحر ناپیدا کنار مین غوطے لگا کر "صِرَاطِ مستقیم" کا انمول موتی نکال لیا ہو - جس نے فانی لذتون پر مٹ جانیوالونکو خَیْرُ الزَّادِ التقویٰ کی دعوت دی ہو اور ساتھ ہی خشک مزاج زاہدونکو لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْاِسْلَام کا صلاے عام دیا ہو - جس نے ایک طرف بندگانِ خدا کو اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ کے راستہ پر لگا کر حلال کے دروازے کھولدیئے ہون اور دوسری طرف طالبانِ مولا کو عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ کی سخت گھاٹی سے پار کر کے رضا و تسلیم کے دارالامن مین پہونچا دیا ہو بیشک ایسی جامعیت بس آپ ہی کی ذاتِ مقدس مین تھی - سچ ہے ؎

خطِ سبز و لب لعل و رخِ زیبا داری	حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
شیوۂ و شکل و شمائل حرکات و سکنات	آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

غرضکہ شام مین آپ نے مال تجارت فروخت کر کے بہت کچھ نفع کمایا اور جلد واپس تشریف لائے - جس سفر کی ابتدا اور انتہا نیک ہوتی ہے بیشک وسیلہ ظفر ہوتا ہے - دوپہر کا وقت تھا وہ چمکتا ہوا آفتاب جس پر خدا کی رحمت سایہ کیے ہوئے تھی اپنے وطن واپس آرہا تھا - اُسوقت حضرت خدیجہ چند عورتون کے ساتھ اپنے بالاخانے پر جلوہ فرما تھین - اِس نئی تجارت کے تذکرے ہو رہے تھے اور آپ ہی کا ذکر خیر تھا کہ ناگاہ آپکا ناقہ نظر آیا - حضرت خدیجہؓ نہایت خوش ہوئین - پھر جسوقت کامیابی سفر

اور نفع کثیر کا حال سنا کمال محظوظ ہوئین اور ساتھ ہی میسرہ کی زبانی آپ کی کفایت شعاری - امانت داری - خلق، مروت، جفاکشی اور پاکیزہ روی کی تعریف سنکر آپکی گرویدہ ہوگئین - قریش کے سرداروں نے لاکھ چاہا کہ ان شریف متمول بیوہ سے عقد کرین مگر آپ کی نظر مین ایک نہ جچا - آپ کی جوہر شناس نگاہ نے اُس دُرِّ یتیم کو پرکھ لیا اور دل مین ٹھان لی کہ بس اسی کو جسکی ظاہری اور باطنی آب وتاب دیدہ و دل کو روشن کرتی ہے اپنا سرتاج بنانا چاہیئے - چنانچہ آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ مین آپکی قرابت اور اشرف القوم - نیز امین - صادق القول ہونے کی وجہ سے آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہون - آپ نے اپنے اعمام سے ذکر کیا - اُن لوگون نے پسند کیا اور رضامندی ظاہر کی - حضرت خدیجہ نے جسوقت منظوری کی خبر سُنی جوشِ مسرّت سے باغ باغ ہوگئین - عقد کی تاریخ مقرر ہوئی - حضرت ابو طالب - عباس اور حمزہ رضی اللہ عنہم اِس حبیبِ الٰہی کو اپنے ساتھ لیگئے - اِدھر سے حضرت ابو طالبؓ اُدھر سے ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی نے خطبہ پڑھا اور کئی علماے نصاریٰ کی موجودگی مین آپکا نکاح بی بی خدیجہ سے ہوگیا اور ہرطرف خوشی کی دھوم مچی -

نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس ۲۵ سال اور بی بی خدیجہؓ کی عمر چالیس ۴۰ کی تھی - عمر کی اِس نامناسبت سے بھی جس سلوک اور محبت سے حضور انور نے اپنی بی بی کے ساتھ زندگی بسر کی اُسکی نظیر نہین ملتی - بی بی خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی مین آپ نے دوسری شادی کا نام نہین لیا -

آپ کی محبت کی ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کی یہ بی بی آپ پر ایمان لائین - آپ سے بہتر شوہر آجتک کوئی دیکھنے مین نہین آیا - سوائے ابراہیم کے اور کل بچے بی بی خدیجۃ الکبریٰؓ سے ہوئے -

تعمیر کعبہ

(و عقد کے بعد سے نزول وحی تک کے حالات)

اِنسان مدنی الطبع پیدا کیا گیا ہے - خالق نے اِسکے خمیر مین جوہر اُنسیت داخل کر دیا ہے اِسکی صورت واجب الوجود نے اپنی عدیم المثال صورت پر بنائی ہے اور نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ کے خلعت سے سرفراز کیا ہے - اگرچہ عناصر کی چار دیواری مین اِسکا نفس ناطقہ محصور ہے مگر اِسکی سیر و سیاحت کے واسطے راستہ کھلا ہوا ہے اِسکے واسطے ایک طرف ترقی کا زینہ لگا ہے کہ اگر ہمت باندھے تو توفیق کی مضبوط نورانی رسی کا سرا پکڑ کر بام آسمان پر پہونچ جاتا ہے اور دوسری طرف تنزل کی کھڑکی لگی ہے کہ اگر شیطانیت نے زور باندھا تو ضلالت کے آہنی پنجہ نے کنڈی کھول دی اور یہ ناعاقبت اندیش لڑھکتا ہوا سر کے بل تحت الثریٰ مین گر پڑا - آہ کیا نازک معاملہ ہے غضب کی کشمکش ہے - قیامت کا سامنا ہے الٰہی تیری پناہ کیا دشوار راہ ہے - کیسا خطرناک سفر ہے - بہادرونکے پتّے پانی عقلا حیران حکما پریشان علما لرزان -

ع شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل + کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا +

ایسی حالت مین جبکہ دنیا کے چمن مین پھول کم اور کانٹے بہت ہین - مرنجان مرنج

زندگی بسر کرنا آسان نہین - اِس دریا مین جبکہ سب ایک ہی عمرِ روان کی کشتی مین سوار ہین ایک ہی بادبان نفس پر بھروسہ ہے اور آخر ایک ہی طوفانِ فنا سے کشتی کا غرق ہونا ہے - یہ آپس کی کشمکش، جنس ونا جنس کی صحبت، حادثونکی تھپیڑون اور مصیبتونکے ہچکولون مین صابر وشاکر رہنا اور ہنسی خوشی کاٹ دینا بڑے ظرف والون کا کام ہے - واقعی حُسنِ معاشرت عجیب جوہر ہے - یہی حکمت عملی کی روح ہے - تہنیت اخلاق کے ساتھ تدبیر منزل ورسیاست مدن مین پورا اترنا کامل حکما کا کام ہے حقیقت تو یہ ہے ؎

عالم وعابد وصوفی ہمہ طفلانِ رہند　　مرد اگر ہست بجز عالم ربانی نیست

اب ایسا عالمِ ربانی وہی ہو سکتا ہے جسکو حکیم مطلق نے "خیرٌ کثیرٌ" عطا فرمایا ہو جسے معلم الاسماء نے اشیاء کی حقیقت آنکھون سے دکھادی ہو اور جسکے سامنے مدینۃ الحکما کا معلم اول طفلِ مکتب ہو - جس نے عرب کی ایسی جاہل قوم کو "خیرُ اُمۃ" بنا دیا ہو - بیشک آپکی ذاتِ مقدس حجۃ اللہ ہے - آپکی پاک زندگی اول سے آخر تک بتا رہی ہے کہ انسان کامل یہی ہین - عالم ربانی یہی ہین -

حضرت خدیجۃ الکبریٰ جسوقت آپکے حبالہ نکاح مین آئین اپنا سارا مال نقد و جنس آپکے سامنے حاضر کر دیا اور سردارانِ قریش کو بلا کر شاہد کیا کہ اب یہ چیزین حضور ہی کی ہین - آپکو اختیار ہے جسطرح چاہین صرف کرین - یہ آپکی کمال امانت داری کا صلہ تھا کہ مالک حقیقی نے فارغ البالی عطا فرمائی - اِس مبارک عقد کے چند روز بعد آپ نے اپنی کوشش سے قریش کے مختلف قبائل کو جنکے جمہوری انتظام مین حضرت عبدالمطلب کے انتقال سے خلل آگیا تھا باہم

متفق کر کے اعانت مظلوم پر آمادہ کردیا۔ اور سب قبیلون نے ملکر قسم کھائی کہ ہم مظلومونکی مدد کرینگے۔ مسافرونکی حمایت کرینگے اور کیسیکی حق تلفی نہ ہونے دینگے۔ اس قسم کا نام حلف الفضول رکھا گیا۔ غرضکہ قریشیون کے اس باہمی حلف سے پھروہی جمہوریت حاصل ہوگئی اور شہر کی بدامنی مٹ گئی۔ یہ معاہدہ خلفائے راشدین کے مبارک عہد تک باقی رہا۔ آخر بنی امیہ کے زمانہ مین جب عہد جاہلیت کا مرض پھر عود کر آیا تھا ظالمون نے اسکو توڑ ڈالا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس رحمتِ عالمیان نے قریشیون کو اس نیک کام پر آمادہ کیا اور اُس مین شرکت کی ورنہ نزول وحی تک جسکے بعد برکاتِ اسلام نے عالم کو معمور کردیا آپنے کبھی اُنکی جاہلانہ رسمون اور باطل معبودون کے تیوہارون مین شرکت نہ کی۔ مکہ کا شہر آشوب اس زمانہ مین بلا کا تھا۔ حرم کی پاک زمین خرابانیون کی بدمستیون سے خراب ہورہی تھی اور خانۂ خدا گویا میخانہ تھا۔ سب ہی متوالے تھے مگر ایک باخبر صاف طینت دور سے اس تماشے کو دیکھکر انکی حالت پر افسوس کرتا تھا۔ وہ ساغرِ چشم جو مئے عرفان سے چھلکتے تھے وہ شیشۂ دل جسمین شرابِ طہور چھلکتی تھی دونون بھر آتے تھے۔ ایک آنسوؤن سے دوسرا درد سے۔ کہان کی مسرت کیسی شرکت مگر ضرورتاً سب سے بکمال خلق سے ملنا۔ مصیبتون مین کام آنا اور پھر باہمہ و بے ہمہ۔ ظاہر مین شمع کی طرح محفل کی رونق مگر باطن مین "نور السّموات والارض" سے ہردم لولگی ہے۔ بیشک خلوت درانجمن کے یہی معنے ہین۔ لوگون سے الگ کسی گوشہ مین بیٹھکر آنکھ بند کرلینا جنگلون اور پہاڑون مین سب چھوڑچھاڑ کر جوگیون اور راہبون کی طرح بیٹھ رہنا اسقدر مشکل نہین ہے جسقدر کہ عالم رنگ و بو مین رہکر اللہ ہی کے رنگ مین رنگ جانا۔

۵ مردانِ خدا خدا نہ باشند ٭ لیکن ز خدا جدا نہ باشند ٭

غرضکہ اسی حالت سے دس برس اور گذر گئے اور آپ کا سنِ شریف ۳۵ برس کا ہوا۔ اُسوقت مکہ مین ایک اور قضیہ پیش ہوا جسکو اگر آپ کی عقل سلیم فیصل نہ کرتی تو زمینِ حرم ہزارون آدمیون کے خون سے لال ہو جاتی۔ یہ واقعہ یون ہوا کہ کعبہ شریف کی عمارت منہدم ہو چلی تھی۔ قریش نے اُسکی تعمیر شروع کی۔ اِس مذہبی کام مین سب قبیلون نے شرکت کی اور کام ختم ہو گیا۔ صرف حجرِ اسود رکھنے کے واسطے مباحثہ ہونے لگا۔ ہر شخص یہی کہتا تھا کہ مجھے یہ فخر حاصل ہوا اور میرے ہی محلہ کی طرف اسکا رخ رہے۔ آخر یہ قرار پایا کہ علی الصباح جو شخص پہلے حرم مین داخل ہو اُسی کی راے پر عمل کیا جاوے۔ دوسرے دن فجر کو سب سے پہلے آپ تشریف لائے اور یہ مقدمہ آپکے سامنے پیش ہوا۔ آپ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر پھیلا دی اور حجرِ اسود کو اُس مین ڈال کر ہر ہر قبیلے کے سردار سے فرمایا کہ چادر کے کنارے تھام لو۔ پھر خود حجرِ اسود کو دست مبارک مین لیکر نصب کر دیا۔ اِسطرح یہ جھگڑا طے ہوا اور بات بات پر کٹ مرنے والے قریشیون کا ہر شخص راضی ہو گیا اور خوش خوش گھر آیا اور آپکی فرزانگی اور صلح پسندی کی ہر جگہ تعریف ہونے لگی۔

انھین ایام مین ملک مین سخت قحط پڑا باشندگانِ مکہ نہایت پریشان ہوئے۔ ہزارون جانین بے آب و دانہ ضائع ہونے لگین۔ کوئی کسی کو پوچھتا نہ تھا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی۔ اِس نفسی نفسی کے قیامت خیز زمانے مین رحمۃ اللعالمین نے جو میدانِ حشر مین اُمتی اُمتی پکارینگے۔ لوگون کی ہمدردی

اور اعانت اِس درجہ کی کہ ہر ایک کے دل سے دعا نکلنے لگی۔حضرت خدیجہؓ نے اپنے مال پر آپکو پورا اختیار دیدیا تھا۔آپ نے اسکو ایسی تجارت مین لگایا جس کا بیعانہ بہشت ہے اور رضائے خدا قیمت ہے۔عزیز، قریب، یتیم، مسکین، مسافر سب اِس چشمۂ فیض سے سیراب ہونے لگے۔خیرات سے مال بڑھتا ہے۔برکت خود اپنا دستِ شفقت پھیرتی ہے۔کفایت خود انتظام کرتی ہے رحمت چھپر پھاڑ کر نازل ہوتی ہے اور رسال بھر مین سخی کی فراخ دستی اور بخیل کی تنگ چشمی برابر ہو جاتی ہے غرضکہ اِس قحط کے زمانے مین آپ کی داد دہش نے بہتون کی جان بچائی حضرت خدیجہؓ جنھین آپکی صحبت بابرکت مین ایثار کا سبق ملا تھا اِس کارِ خیر مین معین ہو گئین اور بہت سے بندگانِ خدا کی مصیبت کٹ گئی حضرت ابوطالب انھین ایام مین خرچ کی طرف سے تنگ ہو گئے تھے۔اہل وعیال کے باعث مصارف بڑھ گئے تھے۔یہ حال دیکھکر آپ نے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو جو اُس وقت بہت ہی صغیر سن تھے اپنی کفالت مین لے لیا اور اپنے چچا حضرت عباسؓ سے جو خوشحال تھے سفارش کی کہ حضرت ابوطالب کے دوسرے بیٹے حضرت جعفر کو اپنی کفالت مین لے لین۔اسطرح ابوطالب کا بار ہلکا ہو گیا۔

اِنھین دنون مین غلام پر شفقت کرنے کا پہلا عملی سبق آپ نے لوگون کو دیا۔جس سے مکہ والون کے دلون پر آپ کی محبت کا نقش بیٹھ گیا۔حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے نے ایک ہونہار لڑکے کو جسے اِسکے قبیلے کے دشمن گرفتار کر کے بیچنے لائے تھے بازار عکاظ مین چار سو درہم کے عوض مول لیا اور اپنی چچی کے نذر کیا حضرت خدیجہؓ نے اِس لڑکے کو آپ کی خدمت مین دیا۔آپ نے اُسکو اِس شفقت سے

پرورش کیا اور غلام اور مالک اور خادم اور مخدوم کا فرق ایسا مٹا دیا کہ لوگ کہتے تھے کہ یہ غلام کیون ہے آپکا بیٹا ہے - یہ وہی غلام ہے جسکا شمار مومنین اوّلین مین کیا جاتا ہے اور جسنے آئندہ جہاد فی سبیل اللہ مین اپنی جان قربان کردی اور زندہ جاوید ہوگیا - حضرت زید بن حارث انھین بزرگوار کا نام تھا - باپنے جسوقت سُنا کہ بیٹے کو ظالمون نے بیچ ڈالا ہے مکّے آیا اور یہ سُنکر کہ آنحضرتؐ نے اُسکو آزاد کردیا ہے اور بکمال شفقت سے پیش آرہے ہین خوش ہوکر حاضر ہوا اور بیٹے سے گھر چلنے کے واسطے کہا مگر وہ سچّا فدائی جسکا دل بندۂ کرم ہوچکا تھا جسکو آپکے وسیع اخلاق نے مول لے لیا تھا کسیطرح رفاقت چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوا سچ ہے احسان عجب سکہ ہے کہ ہر وقت ہر جگہ چلتا ہے - اس مین کبھی بٹّا نہین لگتا - جو ہر جان جسکی قیمت قارون کے خزانے سے بھی ادا نہین ہوسکتی اسی سکۂ روان سے مول لے سکتے ہین - جانی دشمن کے قلب کو گشتہ کرنا اسکی خاصیت ہے - اسی کی دھیمی دھیمی آنچ سے دوستونکے دل خالص ہوجاتے ہین - واقعی اکسیر اگر ہے تو یہی ہے -

غرضکہ آنحضرت کا زمانہ شباب انھین مساعی جمیلہ اور اکتساب حسنات مین صرف ہوا آپکے محامد اور اوصاف نے آپ کو ہر دلعزیز بنا دیا اور قوم نے آپکی خوبیون پر شیفتہ ہوکر آپکو ایسا خطاب عطا کیا جو اسوقت تک کسی کو نہین ملا تھا "الامین" ایسا اعلیٰ اور قابل قدر خطاب تھا جسے قوم کے ہر فرد بشر نے ہم آواز ہوکر دیا تھا بیکسونکا سہارا آپ ہی کی ذات تھی - غریب محتاج آپکا مُنہ تکتے تھے - بیوہ اور یتیم کی ڈھارس آپ ہی سے بندھی تھی - مظلوم اور مصیبت زدہ آپ ہی کی پناہ ڈھونڈھتے تھے - امیر اور شریف رئیس اور حاکم سب ہی کو آپ پر بھروسہ تھا - ہر ایک کی نظر آپ ہی پر پڑتی تھی - جدہر

آپؐ نکل جاتے تھے بیساختہ لوگونکی زبانون سے جاء الامین نکلجاتا تھا۔ واقعی کائنات کے شاہنشاہ نے خلعت رسالت عطا کرنے سے پہلے آپکو آپؐ ہی کے قوم کے ہاتھون سے ایسا تمغہ پہنایا تھا کہ دوسری قومین اگر ذرا بھی انصاف کی نظر سے دیکھین تو سمجھ سکتی ہین کہ ایسا بزرگ کہان تک صادق ہوسکتا ہے جو لوگ آپؐ کے پورے پورے حالات سے واقف تھے۔ جنکے سامنے آپکی نشو ونما ہوئی وہ سب آپؐ کی خوبیون کے شیفتہ تھے پھر جنھون نے آپکو نہین دیکھا اور باتین بنانے لگے ان کا فیصلہ اہل انصاف ہی کرینگے۔ آپکی پاک زندگی کے حالات اظہر من الشمس ہین۔ دنیا مین کسی قوم کے ہادی کے حالات اِس طرح پورے پورے معلوم نہین جسطرح اِس خاتم الانبیاء کے۔ دنیا مین جسقدر مشہور مذاہب ہین اُنکے پیشواؤنکے حالات اِس طرح صاف صاف اور تاریخی حیثیت سے ثابت نہین ہوتے جسطرح بانی اسلام کی مبارک زندگی کے حالات یگانہ اور بیگانہ دونون پر مثل روز روشن کے ظاہر ہین پارسیون کے پیغمبر زردشت۔ چینیون کے مہاتما گوتم بدھ کے حالات پر اِسطرح تاریکی کا پردہ پڑا ہوا ہے کہ بعضون نے اِنکے وجود ہی سے انکار کردیا ہے اور بعضون نے افسانہ کے طور پر کچھ حالات بیان کئے ہین۔ یہی حال بزرگانِ ہنود کا ہے حضرت مسیحؑ کی سیرت بھی رومیون اور یونانیون کی توہمات کے قالب مین ڈھلگئی انبیاے بنی اسرائیل کے حالات اہل بابل اور روما کے حملون کے باعث مقدس صحیفون کے بار بار ضائع ہوجانے سے خلط ملط ہوگئے۔ مگر سیرت احمدی آفتاب کی طرح چمکی اور ہمیشہ چمکتی رہیگی اِس نبی اُمی کی سیرت "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کی مصداق ہے۔ آپکے حالات ایسی کتاب مین درج ہین جو قیامت تک

زمانے کی دست برد سے محفوظ رہیگی۔ جسکا خدا خود حافظ ہے سینۂ مسلم اسکا صندوق ہے۔ قلب مومن کی طاہر لوح پر اسکی پاکیزہ عبارت نور کی تحریر سے مرقوم ہے۔ واقعی عالم الغیب نے اِس کتاب کی ایسی حفاظت کی کہ صدیان گذر گیئن اور گذر جائینگی۔ ہزارون انقلاب ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ لاکھون دشمنون نے اِسکے مٹانے کی کوششین کین اور کرتے رہینگے مگر یہ آسمانی صحیفہ جیسا تھا ویسا ہی ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

آنحضرت کا طرز معاشرت قبل بیان ہو چکا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ رفاہ عام کے کامون مین اور یگانے اور بیگانے کے ساتھ ہمدردی کرنے مین کس قدر سرگرم تھے اور سیاسی اُمور مین دماغ کیسا عالی پایا تھا۔ اِن تمام خوبیون کے باعث آپ ہر دلعزیز ہوتے جاتے تھے۔ قوم آپکی شیفتہ تھی اور ہر کس وناکس آپکا ثناخوان تھا مگر جسقدر آپکا سِن شریف بڑھتا جاتا تھا اُسیقدر ہمت بلند ہوتی جاتی تھی۔ خلق اللہ کی بہبودی جو ہر وقت آپکے مدنظر تھی اِس کا معیار اعلےٰ ہوتا جاتا تھا اور آپ اب زیادہ تر اِس فکر مین رہتے تھے کہ کس طریقہ معیار حاصل ہو آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ قوم کی حالت کیسی ابتر ہے۔ اس کے اوضاع اور اطوار کیسے خراب ہین نہ کوئی اُصول ہے نہ قاعدہ حرکات ناشائستہ طرز معاشرت ناپسندیدہ یہ تمام خرابیان اور برائیان آخر کیون ہین۔ پس اِسی سبب سے کہ اِنکے قلوب بگڑ گئے ہین اگر یہ علاج ہو گیا تو زندہ جاوید ہو جائینگے ورنہ عمر بھر زندہ درگور رہین گے۔

افسوس لوگون نے اپنے قلب کی طرف توجہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ نہ کبھی

گریبان مین سر ڈالتے ہین نہ تھوڑی دیر کے واسطے آنکھ بند کرکے اپنے نفس کا حساب لیتے ہین - ایک گروہ نے اِن باتون کو بیکار سمجھا ہے - انکی دانست مین انسانکو بس اسیقدر چلتا پرزہ ہونا چاہیے کہ کبھی پبلک جلسون مین شریک ہوکر اسپیچ کی ڈاک گاڑی چھوڑدے - کبھی اخباری دنیا مین مضمون کے موٹر کار پر دوڑ جائے - کبھی چندے کی گھوڑ دوڑ مین پانچوان سوار بنجائے اور زندہ دلی کے معنے صرف "فیشن ایبل" بنجانا سمجھلے - دوسرا گروہ برعکس اِسکے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بناتا ہے - نہ رفاہ عام کے کامون مین شرکت نہ خلق اللہ کی بہبودی سے غرض - امورِ حسنہ مین فقط ظاہری پابندی کا لحاظ - کہین صرف حال قال کہین محض رونا پیٹنا غرضکہ افراط و تفریط نے دونون گروہ کو محاسبہ نفس سے غافل کردیا ہے - پہلا گروہ زیادہ تر نام پر مرتا ہے فخر کا شیدائی اور شہرت کا دیوانہ ہے - دوسرا گروہ "بدنام کنندہ نکونامے چند" ہے - آہ ! اخلاص کی گھاٹی سخت دشوار گذار ہے - ایک طرف خود پسندی کا بھیڑیا خون کا پیاسا اور دوسری طرف ریا کا ڈاکو لوٹنے پر آمادہ - اِن بلاؤن سے بچنے کے لئے انسان کو چاہیئے کہ محاسبے اور مراقبے کی دونالی بندوق بھر کر حسبی اللہ کہتا ہوا مردانہ قدم رکھے اور دامن ہادی برحق کے نقش قدم پر بیدھڑک چلا جائے جسکی شان مین ارشاد ہوتا ہے وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ (ہم نے تجھکو بھٹکتا ہوا پایا پس راہ پر لائے) یہ مضمون بھی عجیب ہے - مگر حقیقت یہ ہے کہ اِن دلکش الفاظ سے حبیب اور محبوب کے راز و نیاز کا اظہار کیا گیا ہے - اللہ اللہ کیسی شوریدگی دیکھی نہین جاتی حسنِ ازل اپنا جلوہ جمال دکھا کر محو کر لینے پر

آمادہ ہے کیون نہین ؎

عشق اوّل در دلِ معشوق پیدا میشود   تا نہ سوزد شمع کے پروانہ شیدا میشود

غار حرا مین خلوت گزینی

(نزول وحی) ۲ تقدیم اِسلام

بیشک یہ حسن حقیقی کی کشش تھی کہ وہ خدا کا حبیب شباب ہی مین عالم مجاز کی دلفریبیون سے کنارا کرکے الگ ایک گوشہ مین بیٹھکر عالم حقیقت کی سیر کرنیکو متوجہ ہوتا تھا۔ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک پہاڑی تھی جسکو حرا کہتے ہین۔ اِسمین ایک تنگ و تاریک غار ہے جسمین آپ اکثر تشریف لیجا کر ذکر و فکر مین مشغول ہوتے تھے۔ کبھی اہل و عیال کو اپنے ساتھ لاکر عالم تجرد کی سیر دکھاتے تھے اور دنیا مین رہکر دنیا سے الگ اپنے معبود کی یاد مین مشغول ہوتے تھے اور کبھی تنہا کئی دن تک توشہ ساتھ لیکر مراقبہ کرتے تھے۔ غرضکہ جسقدر آپکا سِن شریف بڑھتا اُسی قدر ذکر کا غلبہ ہوتا جاتا تھا۔ روحانیت زور کرتی تھی اور ہر طرف نور ہی نور نظر آتا تھا۔ ملکوت کا عالم آپکے روشن دیدۂ دل کے سامنے جلوہ گر ہونے لگا اور سوتے جاگتے عالم ارواح سے قرب ہونے لگا۔ حجاب اُٹھنے لگے اور شاہدِ ازل روزنِ دل سے اپنی تجلی جمال کی جھلک دکھانے لگا۔ آپ بیخود ہوکر کمال ذوق شوق سے فرش خاک پر سجدے مین گر پڑتے تھے حسن لازوال کے رعب سے جسم مطہر تھرتھراتا تھا۔ زمین آنسوؤن سے تر ہوجاتی تھی اور ایسی حالت طاری ہوتی تھی جسکا اظہار صرف زبانِ دل کرسکتی ہے اور دل بھی کون درد آشنا

غرضکہ اسیطرح چھ ماہ گذر گئے اور آپکا سن مبارک پورے چالیس سال کا ہوگیا۔ ربیع الاول کی آٹھوین تاریخ تھی دوشنبہ کو رات کے وقت جبکہ ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا صاف شفاف نیلگون آسمان پر تارے نہایت چمک دمک کے ساتھ چھٹکے ہوئے تھے اور زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ دیکھنے مین ہم منتشر ہین مگر حقیقت مین ہماری ترتیب' باقاعدہ حرکت' اور حیرت افزا نظام کا کچھ اور ہی عالم ہے ایسے وقت مین جبکہ تمام عالم غفلت کی نیند مین چور تھا آپ تنہا غار حرا مین تشریف فرما تھے اور ہمہ تن ذکر الٰہی مین مشغول تھے جسکی روشنی سے آپکا ظاہر اور باطن نورٌ علیٰ نور ہو رہا تھا اگر قلب منور شمع کی طرح روشن تھا تو جسم مطہر فانوس کیطرح مجلّا تھا۔ حجابات اُٹھ گئے۔ عالم قدس سامنے ہوگیا اور نور باطن نے چشم ظاہر کو ایسا تماشا دکھایا جسکے بیان کے واسطے انسانی الفاظ کافی نہین۔ غرضکہ آپ اُس نورانی نظارہ کے مشاہدہ مین محو تھے کہ یکایک ایک صدا آئی اور آپکے سامع باطن نے گوش ظاہر کو صاف سُنادیا کہ اِقرأ۔ آپ چونک پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک بارِ عظیم محسوس ہے کہ ناگاہ پھر یہی سُنا اور اس مرتبہ روحانیت جسمانیت پر غالب آگئی۔ من و تو کی گنجائش نہ رہی اور اس عالمِ وحدت مین اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ط اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ کے پاک الفاظ سُنائی دیئے اور آپکے لوح دل پر نقش ہوگئے صندوق سینہ کھل گیا اور علم لدنی سے معمور ہوگیا۔ یہ پہلی وحی آسمانی تھی جو اُس نبی اُمی پر نازل ہوئی ؎

عروسِ حضرتِ قرآن نقاب آنگہ بر اندازد | کہ دارالملک معنی را مجرد بیند از غوغا

اُس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ ہر طرف تثلیث کی منادی ہو گئی تھی عالم مین توحید کے ماننے والے عنقا ہو گئے تھے۔ مغربی ایشیا شمالی اور جنوبی یورپ مین باپ بیٹا روح القدس کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ ایران اور اُسکے توابعاتِ ایزد اور اہرمن مین تقسیم ہو گئے تھے۔ باقی ممالک خاصکر چین اور ہندوستان مین سیکڑون دیوتاؤن کے رجواڑے قائم ہو گئے تھے۔ جس وقت دنیا کی یہ حالت ہو گئی کہ ہر طرف شرک اور کفر کی ظلمت نے خلق خدا کے دیدہ و دل پر پردہ ڈالدیا۔ مشہور بانیانِ اسلام کی سچی تعلیم افسانہ ہو گئی اور دین محض راہ و رسم کا نام رہگیا اُسوقت رحمتِ الٰہی جو ہر زمانہ مین اپنے بندون کی ہر قوم مین شامل حال رہی تھی اب مجموعی حیثیت سے تمام عالم کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئی۔ کیون نہین ؎

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار این دولت سرمد ہمہ کس راند ہند

اِن باتون کو چھوڑو اور وہ دیکھو مکہ کی ایک گلی مین ایک مقدس بزرگ جلدی جلدی قدم اُٹھائے جا رہا ہے۔ بشرہ سے خوف کے آثار پائے جاتے ہین۔ قلب طاہر تھرتھرا رہا ہے۔ ہیبت چھائی ہے۔ خدا ہی خوب جانتا ہے کہ یہ کیا کیفیت ہے اور وہی خوب سمجھ رہا ہے جسپر یہ حالت طاری ہے۔ گھر پہونچتے پہونچتے طاقت جواب دیتی ہے زملونی زملونی (مجھے اُڑھاؤ یا مجھے اُڑھادو) کے الفاظ زبان پاک پر جاری ہین۔ ایک نیک بخت خاتون لحاف اُڑھا دیتی ہے کہ یکایک تھوڑی دیر کے بعد یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (اے چادر مین لپٹے ہوئے اُٹھ اور خدا کے عذاب سے ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائیان بیان کر اور اپنے کپڑونکو پاک صاف

رکھ اور نجاست سے الگ رہ) کی وحی نازل ہوتی ہے اور وہ بزرگ اُٹھ بیٹھا۔ غارِ حرا مین سورہ اقرا کے نازل ہونیکے بعد یہ پہلی وحی تھی جو آنحضرت پر چھ ماہ بعد نازل ہوئی جس مین پہلے پہل تبلیغ رسالت کا حکم ہوا سب سے بڑا فرض جس کے ادا کرنے کے واسطے آپ منجانب اللہ مامور ہوئے وہ یہ تھا کہ توحید کی سچی تعلیم انتہائے کمال تک پہونچا دین اور پھر اس خوبی کے ساتھ راسخ کردین کہ کبھی کسی قسم کا فتور نہ آئے۔ مسئلہ توحید مین جو نقائص آگئے تھے اُنکو آنحضرت نے یون دور کیا کہ نہایت فصیح اور بلیغ اور ساتھ ہی پُراثر الفاظ مین عالم اور جاہل، فلسفی اور عامی سب کو صاف سنا دیا کہ " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ - (کہدے وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اُس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُسکے برابر کا ہے) واقعی توحید کامل کا سچا فوٹو یہی ہے۔ توحید فی الذات، توحید فی الصفات، توحید فی العبادت کی چلتی جاگتی تصویر یہی سورۂ اخلاص ہے۔ اِس توحید کامل کے یقین کا جو دل پر اثر پڑتا ہے اُسکو مولانا شبلی مرحوم مصنف "الکلام" نے کیا خوب ادا کیا ہے وہ لکھتے ہین "حقیقت یہ ہے کہ خدا کے اقرار اور اعتراف کا دل پر جو اخلاقی اثر پڑتا ہے وہ توحید کامل کے بغیر پیدا نہین ہوسکتا۔ اطاعت، انقیاد، خشوع، استقلال، توکل اور اخلاص کی حالت اُسیوقت دل پر طاری ہوسکتی ہے جب یہ خیال ہو کہ ہماری تمام حاجتون، تمام ضرورتون، تمام امیدون، تمام اغراض اور تمام خواہشون کا ایک ہی مرکز ہے۔ انسان مین استقلال آزادی، دلیری اور بے نیازی کے اوصاف بھی توحید کامل کے بغیر پیدا

نہین ہو سکتے۔ جو شخص ایک کے سوا اور کو بھی حاجت روا مانتا ہے اسکا سر ہر آستانہ پر جھک جانے کیلئے تیار رہتا ہے (الکلام جلد دوم صہ ۶۲)

دوسری بات یعنے توحید کا راسخ کر دینا بھی کہ پھر کبھی فتور نہ آسکے آنحضرت ہی کا حصہ تھا۔ جس قدر بانیان مذاہب گذرے ہین یہ امر خاص طور سے ملحوظ نہین رکھا گیا تھا کہ خود اپنے درجہ کی تشریح کر دین اور خدا اور رسول کے درمیان حد فاصل قائم کر دین تاکہ انکے پیرودن کو غلط فہمی نہ ہو سکے۔ یہی وہ کمی تھی جسنے توحید مین بعد کو خرابیان پیدا کر رکھی تھین۔ اسیوجہ سے یہود حضرت عزیرؑ کو اور نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہنے لگے۔ ہنود رام اور کرشن کو اوتار ماننے لگے۔ مگر آنحضرتؐ نے اپنی اُمت پر فرض کر دیا کہ ہر روز پنجوقتہ پڑھا کرین اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ یعنے اِس وحدہٗ لاشریک کے مقابلہ مین تمام انبیاء اور رسول خواہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کیون نہون عاجز اور ناتوان ہین اور مجال دم زدن نہین رکھتے۔ یہی عبدیت کا درجہ ہے جسکی تعلیم اور تشریح نے توحید کو راسخ کر دیا۔ یہ اِسی کا اثر ہے کہ مسلمان تو مسلمان آج اگر کسی تعلیم یافتہ ہندو سے پوچھیے تو صاف کہدیگا کہ مین توحید کا قائل ہون فرانس کا مشہور فاضل کاؤنٹ ہنری دی کاستری اپنی کتاب اسلام مین لکھتا ہے

”ان روایات کا پتہ لگا نا جن سے یہ ثابت ہو کہ محمد صلعم نے عیسائیون یہودیون اور ستارہ پرستون کے عقائد بالمشافہ حاصل کیے تھے فائدہ سے خالی نہین کیونکہ ان سے ان مقامات کی تشریح ہوتی ہے جہان قرآن اور تورات کی آیتین ہم مضمون ہین لیکن پھر بھی یہ دوم درجہ کی بحث ہے کیونکہ گو یہ فرض کر لیا جائے کہ قرآن

آسمانی کتابون سے ماخوذ ہے لیکن یہ مشکل حل نہین ہوتی کہ محمدؐ مین یہ مذہبی روح کیونکر پیدا ہوگئی اور وحدانیت کا ایسا مضبوط اعتقاد کیونکر پیدا ہوا جو انکے جسم اور روح پر بالکل چھا گیا - یہ محال ہے کہ یہ اعتقاد تورات اور انجیل کے مطالعہ سے پیدا ہوا ہو - اگر محمدؐ نے اِن کتابون کو پڑھا ہوتا تو انکو اُٹھا کر پھینکدیا ہوتا کیونکہ وہ انکی فطرت اور وجدان اور مذاق کے مخالف تھین - اس قسم کے اعتقاد کا محمدؐ کی زبان سے ادا ہونا انکی زندگی کا سب سے بڑا مظہر ہے اور وہی اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ رسول صادق اور پیغمبر مامور تھے" سبحان اللہ جب منصف مزاج مخالفین کا یہ حال ہے کہ کس خوبی سے آپکی رسالت کی صداقت کرتے ہین تو پھر دل دادہ متبعین بیساختہ وجد مین آکر کیون نہ بول اُٹھین ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

العرض جسوقت آنحضرت کو تبلیغ رسالت کا حکم ہوا آپ نے اپنے گھر والونکو جو آپکے تمام حالات سے واقف تھے آپکی خو بو جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ مین خلوص اور صداقت کہانتک ہے راہ حق کی طرف بلایا - سب سے پہلے حضرت اُم المومنین خدیجہؓ نے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھا - بعد ازان حضرت علیؓ مرتضیٰ نے جنکا سنِ شریف ابھی دس ہی برس کا تھا اور آنحضرتؐ کے سایہٴ عاطفت مین پرورش پا رہے تھے راہ حق اختیار فرمائی - ساتھ ہی آنحضرتؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو جو آپکے ہم سن تھے اور ابتدا ہی سے دوستانہ تعلقات رکھتے تھے دعوت اسلام دی - حضرت ابو بکرؓ جو آنحضرتؐ کی راستبازی اور راست روی سے خوب واقف تھے پیغامِ خدا سُنتے ہی فوراً ایمان لائے اور جان و دل سے دین حق کیخدمت

کے واسطے کمربستہ ہو گئے اور اپنے یار اور دوستون کو راہ حق اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعدؓ ابن وقاص، حضرت عبدالرحمنؓ ابن عوف۔ یہ پانچون بزرگوار آپ کے ساتھ حضرت رسولؐ خدا کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ پھر بتدریج حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح، حضرت بلالؓ، حضرت اسماؓ بنت ابو بکرؓ اور حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب نے اسلام قبول کیا اور اسطرح بہت جلد ایک مختصر گروہ حضرت خاتم النبیینؐ کے فیض تعلیم سے وحدہٗ لاشریک خدا پر ایمان لایا اور عالم مین توحید کامل کی منادی کی ابتدا شروع ہو گئی۔

ابتدا مین آنحضرت نے ایک ایک دو دو شخصونکو اسلام کی دعوت دی یہانتک کہ تین۳ برس کی مدت مین تیس۳۰ مرد اور عورتون نے صدق دل سے کلمۂ طیبہ پڑھا اور بت پرستی چھوڑ کر وحدہٗ لاشریک خدا کی عبادت مین مشغول ہوئے۔ کفار قریش حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ کیا مذہب ہے کہ سامنے تو کوئی چیز نہین مگر فرش خاک پر بار بار سجدہ کرتے ہین۔ کچھ نہین اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ اللہ اللہ یہ کلمہ اسکی شان مین استعمال کر رہے ہین جسکو اسکی دیانت، امانت، لیاقت، فرزانگی اور مروت کے عوض مین کس جوش کے ساتھ الامین کا لقب دیا تھا۔ اور آج اسی کو کوئی مجنون کوئی کاہن کہتا ہے۔ کیون؟ اِسلئے کہ توحید کامل کی تعلیم دیتا ہے خُلقِ عظیم کی مجسم تصویر آنکھونکے سامنے کھینچ دیتا ہے اور اسرار غیب سے آگاہ کرتا ہے۔ حضرت رسولِ خدا یہ دلخراش الفاظ سنتے تھے مگر فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ کی تعمیل کرتے تھے تین برس تک یہی حال رہا۔ نبوت کے چوتھے سال آپ کو

حکم ہوا کہ تجھے جو حکم ہوا ہے اسکو کھولکر سنادے اور مشرکین کی مطلق پرواہ نہ کر۔ آپنے کفار کے طنز کی کچھ پرواہ نہ کرکے برملا دعوت اسلام شروع کردی اور ایک دن کوہ صفا پر چڑھکر قریش کو نام بنام پکارنا شروع کردیا لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے کہ یہ کیا معاملہ ہے جسوقت قریش کا جمیع آپکے اعزا و اقربا بھی شریک تھے پورا مجمع ہوگیا۔ آپنے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم مجھکو سچا جانتے ہو کہ نہیں قریش نے یک زبان ہوکر ؎

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا — کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا — تو باور کروگے اگر میں کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پہ — پڑی ہے کہ ٹوٹے تمہیں گھات پاکر
کہا تیری ہر بات کا یاں یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امیں ہے
کہا گر مری بات یہ دلنشیں ہے — تو سن لو خلاف اسمیں اصلا نہیں ہے
کہ سب قافلہ یاں سے ہے جانیوالا — ڈرو اس سے جو وقت ہے آنیوالا

پھر آپ نے اعزا کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ میری قرابت پر ہرگز نہ بھولنا۔ اپنی اپنی فکر کرو۔ کیونکہ صرف اپنے اپنے اعمال ساتھ جائینگے۔ پس اے اہل قریش میری بات سنو اور صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھو جس وقت آپ تقریر ختم کرچکے آپ کا چچا ابولہب جسکو بجز دنیا کمانے کے اور کچھ خیال ہی نہ تھا بول اٹھا "بس اسی واسطے آپنے ہمکو سارے دن پریشان کیا" قریش نے یہ سنکر اپنی اپنی راہ لی مجمع پراگندہ

ہوگیا اور وہ ناصح مشفق انکی حالت زار پر افسوس کرتا ہوا پہاڑ سے اُتر آیا۔
آنحضرت نے اب اعلان کے ساتھ بت پرستی کی برائیان بیان کرنا شروع کین اور
ہر ایک کو برملا خدائے واحد ذوالجلال کی عبادت کی طرف بلانا شروع کیا۔ مگر
جسقدر آپ اُنکی اصلاح کے واسطے کوشش فرماتے تھے اُسیقدر یہ ناحق شناس
آپکو طرح طرح کی اذیتین دیتے تھے اور اپنی عاقبت خراب کرتے تھے۔ اتنا ہی نہین
بلکہ حج کے ایام مین جبکہ دور دور سے لوگ آتے تھے اور آنحضرت اِن نوواردون
کو دعوت اسلام دیتے جاتے تھے تو کفار قریش پہلے ہی سے جڑ دیتے تھے کہ ہمارے
یہان ایک ساحر پیدا ہوا ہے خبردار اُسکی بات نہ سُننا ورنہ مفت مین خراب ہوگے۔
لوگ یہ سُنکر اُکھڑ جاتے تھے اور کوئی آپکی بات نہ سنتا تھا۔ آپؐ جدھر سے نکلتے تھے کوئی
گالیان دیتا تھا۔ کوئی ڈھیلے مارتا تھا کوئی جسم پاک پر خاک ڈالتا تھا۔ اُم جمیل
ابولہب کی عورت جنگل مین جاکر کانٹے چُن لاتی تھی اور آپکی راہ مین بچھا دیتی تھی تاکہ
پائے مبارک لہولہان ہو جائین۔ آپکو خدا کی عبادت مین مشغول دیکھکر اُن لوگونکے
تن بدن مین آگ لگ جاتی تھی۔ ایک دن آپؐ سجدے مین تھے کہ ایک کافر لپکا
اور اپنی پگڑی کا پیچ ڈالکر گلا گھونٹنے لگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ دوڑے اور اُس
کافر کا شر دفع کیا۔ اِسیطرح آپؐ ایک روز نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بے ادب اُٹھا اور
اونٹ کی اوجھڑی لاکر آپکی پشت مبارک پر رکھدی۔ کفار یہ دیکھکر مارے ہنسی کے
لوٹنے لگے۔ یہ تمام اذیتین آپؐ سہتے تھے مگر نصیحت کا دروازہ بند نہین کرتے تھے
کفار کا یہ ظلم آخر حضرت ابوطالب سے دیکھا نہ گیا۔ اگرچہ آپنے کفار کے طنز کے خیال
سے اپنے آبائی دین کو نہ چھوڑا مگر دل مین تصدیق رسالت کا نقش بیٹھ گیا تھا۔

آپ نے تمام بنی ہاشم کو جمع کرکے آنحضرت کی حمایت پر آمادہ کیا اور کفار سے صاف کہدیا کہ اب آئندہ ایذا رسانی کا نتیجہ باہمی جدال کے سوا کچھ نہین ہے حضرت ابوطالب کی اس پرجوش کارروائی سے کچھ عرصہ کے واسطے آنحضرت پر کسیقدر مصیبت کا بار کم ہوا۔ مگر کفار نے اب ایک دوسرا طریقہ آزار پہونچانے کا نکالا۔ اُن لوگون نے ملکر باہم یہ عہد کیا کہ جس کسی کا کوئی عزیز قریب یا لونڈی غلام مسلمان ہوجائے اُسکو چاہیئے کہ اُسکی ایذا رسانی مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھے۔ یہان تک کہ عاجز ہوکر خود ہی باز آجائے اور دین کی آئندہ ترقی محدود ہوجائے۔ مگر شیدایانِ حق کے سامنے جسمانی آزار کیا چیز ہے۔ جسقدر ان پر سختی ہوتی اُسیقدر اُنکا استقلال بڑھتا گیا۔ اُن جوانمردون مین ایک حضرت بلال رض تھے جو اُمیہ بن خلف کے حبشی غلام تھے۔ قریش کے باہمی عہد کے موافق امیہ نے جو مکہ کا ایک بڑا دولتمند تاجر اور باا‌ثر شخص تھا حضرت بلال رض کو طرح طرح کی اذیتین دینا شروع کین گرمیون مین دوپہر کے وقت بطحاے مکہ کی تپتی ہوئی ریگ پر ہر روز آپکو ننگی پیٹھ لٹا دیتا تھا اور اوپر سے ایک بھاری پتھر رکھ کر کہتا تھا کہ جبتک دین محمدی سے باز نہ آوگے اسیطرح اذیت دیتا رہونگا۔ مگر اس ثابت قدم کو کسیطرح لغزش نہ ہوئی۔ گرمی سے کلیجہ پھکتا تھا۔ زبان سوکھ کر کانٹا ہوجاتی تھی اور نزع کی سی کیفیت طاری ہوتی تھی مگر اللہ رے ذوق آتشِ شوق اُسیطرح بھڑکتی تھی سینہ پر پتھر تھا مگر دل بیتاب ہاتھون اُچھل رہا تھا۔ زبان خشک ہوگئی تھی مگر احد احد کا وظیفہ جوش وخروش کے ساتھ جاری تھا۔ دن کو اس مصیبت سے سامنا تھا۔ شب کو اُمیہ کا حکم تھا کہ ایک تنگ وتاریک مکان مین بند کرکے

صبح تک کوڑے پڑتے رہین - کچھ عرصہ تک آپ انھین مصیبتون مین مبتلا رہے آخر ایک شب کو حضرت ابوبکرؓ کا اِسطرف گذر ہوا اور اس بیکس کی آہ وزاری سُنکر تڑپ گئے۔ صبح کو امیہ کے پاس تشریف لیگئے اور حضرت بلالؓ کو خرید لیا اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر کرکے خدا کی راہ مین آزاد کر دیا۔ اِسیطرح چھ اور لونڈی غلامونکو جنھین اُنکے مالکون نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتین دے رکھی تھین خرید کرکے آزاد کر دیا۔ کفار کی ایذا کچھ انھین جوانمردون تک محدود نہ تھی چند ایسے بھی جانباز تھے جن پر اسقدر سختی ہوئی کہ اِس حالت مین شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ حضرت عمارؓ کے والدین یاسرؓ اور سمیہؓ ابوجہل کے ہاتھون ناگفتہ بہ عذاب مین مبتلا ہوکر خلد برین کو سدھارے۔ آنحضرت اپنے پیروون کی یہ مصیبتین دیکھکر نہایت دلگیر ہوتے تھے مگر مجبوری تھی۔ آخر آپ نے نبوت کے

ھجرت حبشہ پانچوین سال ماہِ رجب مین مسلمانونکو ملکِ حبشہ مین جہان کا حاکم اصحمہ نجاشی ایک منصف مزاج نیک نہاد عیسائی تھا ہجرت کرنیکی اجازت دی۔ گیارہ مرد اور چار عورتین جنھین حضرت عثمانؓ اور آپکی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ بھی شامل تھین پوشیدہ مکہ سے روانہ ہوکر حبشہ پہونچے مگر وطن کی یاد اور دینی بھائیون کی مصیبت کا خیال بے چین کرتا تھا اِسپر طرہ یہ کہ آنحضرت اور کفار کے درمیان صلح ہوجانیکی ایک جھوٹی خبر یہانتک آپہونچی اور یہ لوگ خوش خوش وطن واپس چلے مگر مکہ پہونچکر یہ معلوم ہوا کہ واقعہ صلح بالکل غلط تھا جسکے بعد مہاجرین حبشہ یہ حال دیکھکر پھر وطن سے رخصت ہوئے۔ اِس مرتبہ کُل تعداد رفتہ رفتہ ۸۳ مرد اور ۱۸

عورتون تک پہونچگئی - ان مین حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی شریک تھے -
جسوقت قریش کو یہ حال معلوم ہوا فوراً ایک سفارت تحفہ تحائف کے ساتھ
بسرکردگی عمرو بن العاص نجاشی کے پاس روانہ کی کہ ہمارے بنی اعمام جنھون نے
اپنا آبائی دین چھوڑ دیا ہے اور یہان سے مفرور ہوگئے ہین ہمارے سپرد کرے
بادشاہ کو برہم کرنے کے واسطے ایک یہ بھی فقرہ جڑ دیا کہ غضب تو یہ ہے کہ ان
لوگون نے آپکا دین عیسوی بھی اختیار نہین کیا بلکہ بالکل لامذہب ہوگئے
ہین - نجاشی نے یہ سنکر مہاجرین کو اپنے دربار مین طلب کیا اور قریش کا الزام
بیان کرکے حقیقت پوچھی - حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کھڑے ہوگئے اور سکی
طرف سے یہ جواب دیا " اے بادشاہ ہم جہالت مین مبتلا تھے - بتون کو پوجتے
تھے نجاست مین بھرے رہتے تھے - مُردار کھاتے تھے اور بیہودہ بکتے تھے -
نہ انسانیت تھی نہ سچی مہمان نوازی - نہ ہمسایہ کی رعایت نہ کوئی قاعدہ نہ
قانون ایسی حالت مین خدا نے ہمارے درمیان سے ایک بزرگ کو مبعوث
کیا جسکے حسب نسب صداقت دیانت اور تقوی طہارت سے ہم خوب
واقف تھے - اُس نے ہم کو توحید کی طرف بلایا اور یہ سمجھایا کہ اُس ذات واحد
کا کسی شے کو شریک نہ جانین - اُسنے ہم کو بت پرستی سے منع کیا اور حکم دیا
کہ ہم سچ بولین اپنے وعدے وفا کرین رحم کرین اور ہمسایہ کے حقوق کی
رعایت کرین - نہ تو عورتون پر بہتان باندھین اور نہ یتیمون کا مال کھائین
گناہون سے بھاگین برائیون سے بچین نماز پڑھین صدقہ دین اور روزہ
رکھین - اے بادشاہ ہم نے اسکی تصدیق کی اور اللہ ہی کی پرستش پر آمادہ ہوگئے

اور شرک سے بیزاری ظاہر کی پس یہی وجہ ہے کہ ہماری قوم ہم سے بگڑ بیٹھی اور جسطرح سے ہو سکا ہم کو ستانا شروع کیا کہ کسی طرح ہم اُس وحدہٗ لاشریک کی عبادت سے منھ موڑ لین اور پھر لکڑی اور پتھر کی مورتون کو پوجنے لگین مگر ہم نے اُنکے ظلم سے اذیتین اُٹھائین اور آخر کوئی پناہ کی جگہ نہ پاکر تیرے اِس ملک مین آئے ہین کہ ہمین اُنکے جور وجفا سے بچائے"۔ حاضرین پر اِس سچی اور پُراثر تقریر کا جو تعلیم اسلام کا ایک مختصر خاکہ ہے بڑا اثر پڑا پھر نجاشی نے کہا جو کچھ تمھارے رسول پر نازل ہوا ہو سناؤ۔ حضرت جعفرؓ نے سورۂ مریم کی تلاوت شروع کی۔ایک طرف اِس روح پرور کلام کی دلفریبی دوسری طرف لحن جعفری کی خوش آہنگی نے حاضرین کو محو کرلیا۔ نجاشی پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوا ہے ایک ہی فانوس سے ہے اور بیشک حضرت مسیحؑ کی نسبت ان لوگونکا خیال وہی ہے جو خود حضرت عیسیٰؑ نے انجیل مین تعلیم فرمایا ہے۔مین تصدیق کرتا ہون کہ جس رسول کی حضرت مسیحؑ نے بشارت دی وہ یہی محمدؐ رسول اللہ ہین۔ یہ کہکر اُس نے قریش کے صفیرون کو دربار سے نکلوا دیا اُنکے تحفہ تحائف واپس کردیئے اور مہاجرین کو شاد و آباد کردیا۔

اِدھر کفار مکہ طرح طرح سے کوششین کرنے لگے کہ آنحضرت کسی طرح بت پرستی کی بیخکنی سے باز آئین کئی مرتبہ سردار قریش آپ کے پاس اِس غرض سے حاضر ہوئے کہ دنیاوی لالچ دلا کر آپکو اِس کام سے باز رکھین مگر جب ایک نہ چلی اور جواب دندان شکن ملا تو اب ایک دوسری چال چلے۔ ایک دن

سب ملکر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا "اب ہم سے تیرے بھتیجے کی باتین سُنی نہین جاتین۔ وہ ہمارے معبودونکو بُرا بھلا کہتا ہے اور ہمین اور ہمارے باپ داداؤن کو بیوقوف کہتا ہے۔ اب ہم اِس سے پورا انتقام لینگے تجھے صرف اطلاع کرنے آئے ہین کہ یا تو اسکا انتظام کر دے یا نہین تو ہم سمجھ لینگے" مشرکین یہ دھمکی دیکر چلے گئے۔ حضرت ابو طالب نے خیال کیا کہ اب معاملہ نازک ہوگیا۔ آخر پریشان ہوکر آپنے آنحضرت کو بلایا اور حالتِ موجودہ کے نشیب و فراز سے آگاہ کرکے کہا کہ بہتر یہی ہے کہ تم ہی خاموش رہو اور انکے پند و نصائح سے باز آؤ آنحضرت نے یہ سُنکر کمال استقلال سے ارشاد فرمایا "اے میرے چچا اگر قریش آفتاب کو میرے دائین اور ماہتاب کو بائین طرف لاکر رکھدین تب بھی مین اپنے فرض سے باز نہ آؤنگا اور خدا کے حکم مین ایک حرف بھی کم نہ کرونگا خواہ اِس کوشش مین میرا سر جائے یا رہے" یہ پُر جوش الفاظ کہکر اُس پاکباز عاشقِ صادق رسولؐ کے آنسو بھر آئے اور وہان سے منھ پھیر کر باہر چلا۔ حضرت ابو طالب سے ضبط نہ ہوسکا چلا کر کہا "اے میرے بھتیجے سُن۔ تیرے جو دل مین آئے کر۔ خدا کی قسم مین ہرگز تیری رفاقت نہ چھوڑونگا یہانتک کہ ایک دن خاک مین مل جاؤن مشرکین کو جسوقت یہ حال معلوم ہوا سمجھے کہ دھمکی سے کام نہ نکلا پھر بدستور ایذا دینے لگے اور زد و کوب تک نوبت

ایمان حضرت حمزہ رضؓ و حضرت عمر رضؓ

پہونچادی۔ ایک دن آنحضرت کوہِ صفا پر تشریف فرما تھے۔ ابوجہل نکلا اور آپکو دیکھکر گالیان دینے لگا اور ایک پتھر اُٹھا کر مارا جس سے سرِ مبارک

زخمی ہوگیا اور خون جاری ہوگیا - آپ صبر کرکے چپکے اُٹھے اور گھر چلے آئے - اتفاقاً آپکے چچا حضرت حمزہ رضؓ جو ایک دلیر اور غیور جوان تھے شکار سے واپس اُسی راستہ سے آرہے تھے - ایک عورت نے آپ سے مخاطب ہوکر کہا - افسوس تمہارے بھتیجے کو ابوجہل نے آج بے طرح زخمی کیا ہے - یہ سُنکر آپکا خون جوش مین آیا - فوراً ابوجہل کے پاس غصہ مین بھرے ہوئے پہونچے اور گالیان دیکر اپنی کمان سے اُسکا سر توڑ دیا - بنی مخزوم دوڑے کہ آپکو مارین - ابوجہل نے منع کیا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ آپ ہم لوگون سے خفا ہوکر مسلمان ہوجائین اور ہمارا ایک بہادر جوان کم ہوجاے - غرضکہ حضرت حمزہ رضؓ اپنے بھتیجے کا بدلہ لیکر چل کھڑے ہوے اور کعبہ شریف کا طواف کرکے آنحضرت کے پاس آئے اور کہا اے بھتیجے اب غم نہ کر مین نے تیرے عوض اُس ملعون کا سر توڑ دیا ہے - کیون اب خوش ہوئے کہ نہین ؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا - میرا دل اس بات سے کیا خوش ہو - مجھے خوشی تو اُسوقت ہو جب آپ کلمۂ شہادت پڑھکر راہِ حق اختیار فرمائین - حضرت حمزہ رضؓ کو اب آپکی للّٰہیت کا پورا یقین ہوگیا جواب دیا کہ اب مین اِسی نیت سے آیا ہون - آنحضرت خوش ہوکر اُٹھ کھڑے ہوئے - اپنے چچا کے سر کو چوم لیا اور اسلام کی تلقین فرمائی -

قریش یہ خبر سُنکر متردد ہوئے اور اب نہایت مستعدی سے اشاعت اسلام کے روکنے پر آمادہ ہوئے آنحضرت کو کعبہ شریف مین نماز پڑھنے سے روک دیا اور اِسقدر تنگ کیا کہ آپکا باہر نکلنا مشکل ہوگیا اِسی اثنا مین حضرت عمر رضؓ کو ایک دن خبر ملی کہ انکے بہن بہنوئی نے بھی اِسلام قبول کرلیا ہے -

آپ بہت غضبناک ہوئے اور پیچ وتاب کھاتے ہوئے اپنی بہن کے گھر گئے۔ دیکھا دروازہ بند ہے اور کچھ پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ آپ نے پکارا۔ بہن نے وہ صحیفہ جسمیں آیاتِ کلام مجید تحریر تھیں چھپادیا اور ڈرتے ڈرتے دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ اندر آئے اور اپنی بہن کو سخت سست کہکر اسقدر مارا کہ خون جاری ہوگیا۔ مگر بہن نے نہایت استقلال سے رو رو کر کہنا شروع کیا۔ "اب چاہے تم مجھے مار ہی کیوں نہ ڈالو مگر میں دین حق سے نہیں پھرنے کی"۔ حضرت عمرؓ نے یہ سُنکر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ اچھا تم کیا پڑھتی تھیں۔ آپکی بہن نے وہ صحیفہ دیدیا۔ یہ پاک نوشتہ پڑھکر آپ پر محویت طاری ہوگئی۔ ان آیات نے آپکے سخت قلوب کو نرم کردیا۔ قدرت وکمال الٰہی کی تصویر آنکھوں کے سامنے کھنچ گئی۔ عظمت وجلالِ خداوندی کی ہیبت سے کوہ سینہ شق ہوگیا اور آنکھوں سے چشمۂ اشک بہنے لگے اور جسوقت اِس آیت پر پہونچے جو اِسمیں تحریر تھی کہ "اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" جذبۂ صادق رنگ لایا اور کشاں کشاں درِ مقصود تک پہونچایا۔ آپ بیتابانہ دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ دروازہ پر جاکر دستک دی۔ صحابہ متردد ہوئے مگر آنحضرتؐ نے فرمایا کچھ حرج نہیں دروازہ کھول دو۔ حضرت حمزہؓ نے دروازہ کھول دیا۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا "اے ابنِ خطاب کیا ارادہ ہے"۔ حضرت عمرؓ جو ہیبت سے مرعوب ہورہے تھے کلمۂ شہادت زبان پر لائے اور مسلمانوں نے خوش ہوکر تکبیر کہی۔ نماز کے وقت حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ کفار اپنے معبودوں کو برملا پوجتے ہیں ہم بھی اپنے قادرِ مطلق کی اعلان کے ساتھ

کیون نہ عبادت کرین - آنحضرتؐ اُٹھے اور مسلمانونکو ساتھ لیکر کعبہ شریف مین تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی -

دردناک مصیبت کا آغاز

(عہدنامہ قریش - قبیلۂ بنی ہاشم کی سراسیمگی)

کفار قریش کو یہ حال دیکھکر نہایت رنج ہوا اور مسلمانون کی طرف سے اندیشہ ناک ہوگئے - اور انکو پے در پے ناکامی ہوتی گئی یعنے شاہ حبشہ کے دربار مین ناکام رہنا اور سیکڑون ہزارون کا مال جو بطور رشوت دیا تھا ضائع جانا بنی ہاشم کا حضور انورؐ کی حمایت پر اتر آنا مسلمانونکی تعداد کا باوجود سخت سے سخت کاوشون اور بڑی بڑی ایذا رسانیون کے یوماً فیوماً ترقی کرنا جناب حمزہؓ اور حضرت عمرؓ کا داخلِ سلام ہونا - کعبہ مین مسلمانون کا دھڑلے کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنا یہ تمام باتین ایسی تھین جو مشرکین عرب کی آتشِ حسد پر تیل کا کام کررہی تھین اور وہ جل جل کر کباب ہورہے تھے اور اب انکے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی - انھون نے ایک کمیٹی کرکے اس بات کا انقطاعی فیصلہ کرلیا کہ قبیلۂ بنی ہاشم اور عبدالمطلب کو بالکل بائی کاٹ کردیا جائے چنانچہ بڑے بڑے سردارون کے دستخطون سے ایک تحریری معاہدہ کیا گیا جسکی رو سے تمام قبائل مکہ نے ہاشمیون اور مطلبیون سے تین سال کے لئے میل جول شادی بیاہ، لین دین، غرضکہ تمام کے تمام تعلقات جو تھے سب منقطع کردئے اور اس عہدنامہ کو مذہبی رنگ دینے کے لئے اور قوم کو اسپر

سختی سے کاربند رہنے کے لئے یہ تحریر احتیاطاً خانہ کعبہ مین لٹکا دی گئی۔
اس تحریر کی رو سے نہ صرف تعلقات ہی منقطع کر دئے گئے تھے بلکہ جو شخص ہاشمیون یا مطلبیون کے کسی آدمی کو جان سے مار ڈالے وہ قابل مواخذہ نہ سمجھا جائیگا۔ اب بچارے ہاشمیون اور مطلبیون کو بہت پریشانی لاحق ہوئی مجبور ہو کر تمام مسلمان اور کل بنی ہاشم اور مطلب باستثنائے ابولہب ایک گھاٹی مین جسکو شعب ابوطالب کہتے ہین پناہ گزین ہوئے۔ قریشیون نے اس پہاڑی کا محاصرہ کر لیا۔ تمام قسم کے خورد و نوش کا سامان اُدھر جانا بند کر دیا۔ اب حضور صلعم اور آپکے طرفدار مین اور یہ خوفناک مصیبت کا سامنا آپ اپنے کنبہ کے لوگون کی مصیبتین دیکھتے۔ چھوٹے چھوٹے بچون اور عورتون کی حالت جو بھوک پیاس سے تڑپ رہی تھین نہایت استقلال سے ملاحظہ فرماتے۔ اس مقام پر آپ اپنے خاندان مین وعظ فرماتے اور حج کے ایام مین جبکہ باہر سے لوگ آتے تھے۔ آنحضرت صلعم گھاٹی سے نکلکر اُنکے پاس جاکر توحید کی منادی کرتے تھے مگر ابولہب آپکے پیچھے پیچھے پھرتا تھا۔ آپکی نسبت ہذیان بکتا تھا اور کسی کو اس ہادی برحق کی بات سُننے نہ دیتا تھا۔ تاہم ایسی سخت مصیبت مین بھی آپ نبوت کے عظیم الشان کام مین ہمہ تن مصروف رہے۔ یہ آزمائش کا وقت تھا اور ایسا وقت تھا کہ جسکے خیال سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ معصوم بچون کا بھوک پیاس کی شدت سے تڑپنا عورتونکا دردناک آہ و زاری کرنا۔ یہ ایسا قہر آلودہ نظارہ تھا کہ جسکو دیکھکر کبھی کوئی زبردست سے زبردست

مستقل مزاج آدمی بھی ثابت قدم نہین رہ سکتا تھا اور اگر ایسی حالت مین حضور انور اپنے خیال مین ذرا کمی کرتے اور وعظ و نصیحت کو ذرا بھی ہلکا کر دیتے تو اک آنِ واحد مین یہ تمام رنج و مصیبتین مبدل بہ عیش ہو سکتی تھین مگر اللہ رے استقلال یہ اولوالعزم نبیؐ جسپر ہمت و استقلال نثار جرأت و دلیری قربان ہو اپنے اِس ارادے مین پختہ رہا اور اِس عزم نیت جسکے لئے خداوند کریم نے اِس دنیا مین مبعوث فرمایا تھا پورا اترا اور نبوت کے اِس عظیم الشان فرض کو ایسی حالت مین بھی ادا کرتا رہا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جسکی تہ کو صرف وہی لوگ پہونچ سکتے ہین جنکو منبع فیوض سے روحانیت کا کچھ مادہ عطا ہوا ہے غرض کہ تین برس تک اسی آفت کا سامنا رہا۔ اور جب مصیبتونکی حد ہو گئی عورتون اور بچون کی دردناک آہ و زاری سے آسمان تھرا اٹھا اور قریب تھا کہ ہلاکت کی نوبت پہونچ جائے کہ خدا نے اپنا فضل کیا چند سردار قریش جو بنی ہاشم کے قریبی رشتہ دار تھے اِس ظالمانہ کارروائی اور محصورین کی دردناک حالت سے متاثر ہوئے۔ آخر ہشام ابن عمر اور زہیر ابن ابوامیہ کی کوششون سے نبوت کے دسوین سال وہ عہدنامہ جسے اب دیمک چاٹ گئی تھی اور بجز خدا اور رسول کے نام کے کچھ نہ چھوڑا تھا پھاڑ ڈالا گیا۔ اور دوست و دشمن پھر بدستور ملنے لگے۔

سالِ غم اِس آفت سے نجات پاکر تھوڑے دن بھی نہ گذرے تھے کہ آنحضرتؐ کو دو سخت سانحہ پیش آئے۔ اِن تکلیفون اور مصیبتونکو کچھ دن بھی نہ گذرے تھے کہ ایک چھوڑ دو دو مصیبت کے

پھاڑ کرنے کو تیار ہو گئے اور اس سے بھی زیادہ شدید آزمائش کا سامان قدرت
نے پیدا کر دیا یعنے نبوت کا دسواں سال ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ آپکے جان نثار
اور معاون و مددگار حضرت ابو طالب نے جو آغاز نبوت سے ہر طرح سے آپکی
اعانت اور حمایت کیواسطے سینہ سپر ہو گئے تھے اس دار فانی سے رحلت کی
حق تو یہ ہے کہ حضرت ابو طالب نے آپکی رفاقت کا پورا حق ادا کیا اور مرتے دم
تک آپ ہی کا دم بھرتے رہے ؎ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا*
آنحضرت کے آنسو اپنے شفیق چچا کے غم میں خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ
ایک دوسرا سخت سانحہ پیش آیا یعنے تیسرے دن حضرت ام المومنین خدیجہ رض
نے انتقال فرمایا۔ عقد سے پچیس برس تک حضرت خدیجہ رض آنحضرت کی انیس و
جلیس رہیں اور اپنا سارا مال و اسباب آپ پر تصدق کر دیا جس وقت اس
نبی صلعم برحق پر کوئی ایمان نہیں لایا تھا اتنا ہی نہیں بلکہ جس وقت خود آنحضرت پر
نزول وحی اور مشاہدہ ملک سے ہیبت چھائی ہوئی تھی حضرت خدیجہ رض نے فرشتہ
رحمت بنکر آپکی تسلی کی اور سب سے پہلے آپکی نبوت کی تصدیق کی اور مرتے دم تک
ہر مصیبت میں غم غلط کرتی رہیں۔ آنحضرت کو بھی آپ سے اسقدر محبت تھی کہ آپکی
دلجوئی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور جبتک آپ زندہ رہیں دوسرا عقد نہ کیا
اور اپنے شباب کا پورا زمانہ آپ ہی کے ساتھ نباہ دیا آپ کی محبت کا اندازہ
اسطرح ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد زندگی بھر جب انکا ذکر آتا
تھا دل بھر آتا تھا اور آنسو ٹپک پڑتے تھے۔ آپنے عملی طور سے دکھا دیا کہ میاں
بیوی کے تعلقات کیسے ہونا چاہئیں۔ خدا نے دنیا میں مرد و زن کو پیدا کر کے

اپنی صفات کاملہ کا کرشمہ دکھایا ہے۔ ایک کو مظہرِ جلال بنایا دوسرے کو مظہرِ جمال تا کہ دونون ایک دوسرے کے رفیقِ راہ بلکہ یک جان دو قالب ہو کر منزلِ مقصود تک پہونچ جائین اور اپنی جیتی جاگتی یادگارین چھوڑ جائین۔ عقدِ نکاح کی بس یہی غایت ہے ورنہ انسان اور حیوان مین فرق ہی کیا رہا۔ غرضکہ یہ تمام خوبیان اور اوصاف اُم المومنین مین پائے جاتے تھے ۵ خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنیوالی مین

اللہ اللہ کیا حالت ہے کہ ایک مصیبت ہٹتی نہین کہ دوسری مصیبت تیار ہو جاتی ہے اور آپکو کسطرح کی پے درپے سخت آزمائشون اور کٹھن مشکلون کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر اللہ رے جرأت اور استقلال۔ اس نبیؐ کی تمام سیرت پر نظر ڈالکر دیکھ لو کہ وہ اپنے عزم کا پکا اور اپنے ارادون کا پورا تھا۔ اس کام سے جسکے لئے وہ خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا تھا کبھی ذرا بھی کمی کی ؟ ہرگز نہین بلکہ آخر دم تک اپنے ارادون پر اسیطرح قائم رہا اور ایک دنیا کو دکھا دیا کہ خدا کے برگزیدہ بندے اور اپنے ارادے کے پورے ایسے ہوا کرتے ہین ۔

حضورِ انور پر نازک زمانہ

حضرت ابو طالب اور بی بی خدیجہؓ کی وفات نے قریشیون کو کھلم کھلا ظلم اور ایذا رسانیون کا موقع دیدیا۔ جہان کہین آپ تبلیغ فرماتے قریش وہان سے مجمع کو منتشر کر دیتے اور آپکو بہت ستاتے۔ آپکی یہ تنہائی اور بیکسی اور یہ انتہا درجہ کے صدمات اور اسپر قریشیون کی مخالفت کی یہ سخت شدت۔ اِن باتون سے حضورِ انور بہت متاثر ہوئے۔ اِسلئے آپنے طائف کی طرف جو مکہ کے

جنوب میں ایک سرسبز اور شاداب قطعہ زمین ہے ہدایت کیواسطے رخ کیا۔ روانگی سے پیشتر آپ نے ایک بیکس بے پناہ بیوہ سے جنکا نام سودہؓ بنت زمعہ قریشیہ تھا بنظر ترحم نکاح کر لیا۔ حضرت سودہؓ کا کوئی والی وارث نہ رہا تھا حیران پریشان حبشہ سے مکہ واپس آئیں۔ آنحضرتؐ نے سودہ کی حالت زار ملاحظہ فرما کر اور اسلام قبول کرنے کے بعد سے جو جو مصیبتیں اس مستقل مزاج نیک دل خاتون پر پڑی تھیں اُن سے متاثر ہو کر عقد کر لیا اور اسی حالت میں جبکہ آپ خود ہی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے تھے ایک بیکس خاتون سے جو آپ سے عمر میں کچھ بڑی تھیں نکاح کر کے بے پناہ مستورات کی معاونت کی ایک زبردست نظیر قائم کر دی۔ الغرض آنحضرتؐ زیدؓ بن حارثہ کو ساتھ لیکر پیادہ پا مکہ سے طائف روانہ ہوئے تا کہ اہل طائف کو پیغام حق سنائیں۔ راہ میں جو قبائل ملتے گئے آپ نے ان کو خدا پرستی کی طرف بلایا مگر کسی نے بھی توجہ نہ کی۔ آپ خدا پر بھروسہ کئے ہوئے آگے بڑھے اور اسطرح سے پچاس میل کی مسافت ویران چٹانوں میں بے آب و دانہ طے کر کے تیسرے دن طائف پہونچے اور اہل طائف کو خدا کا کلام سنایا ایک ماہ تک امیر و غریب سب کو دعوتِ اسلام دی۔ مگر افسوس! ان نفس پرستوں نے اس پاکباز مخبر صادق کی فی سبیل اللہ نصیحتوں کو مطلق نہ سنا اور اُلٹا آپکو سخت سست کہنا شروع کیا۔ وہاں کے سرداروں نے جنھیں جاہ اور عزت کی نخوت نے فرعونِ بے سامان بنا رکھا تھا طنز کے طور پر حقارت آمیز لہجہ میں کہنے لگے کہ یہ دیکھئے ایک ٹوٹا مارا مسافر ہماری ہدایت کو آیا ہے۔ خدا کو اگر ہمارے پاس اپنا رسول بھیجنا تھا تو کسی عزت دار سردار کو بھیجتا کہ اسکی شان و شوکت سے

ہمارے دلوں میں اُسکی وقعت ہوتی - آنحضرتؐ اِن زہر آلود الفاظ کو شربت کے گھونٹ کیطرح پی گئے اور اُسکے معاوضہ میں اپنے لب جان بخش سے آب حیات پلاتے ہی رہے مگر ان ناکسوں نے آپ کی ذرا قدر نہ کی اور غلاموں اور لڑکوں کو لگا دیا کہ آپؐ کو گالیاں دے دے کر پتھر برسانا شروع کر دیں - ایک پتھر آپکی پنڈلی مبارک میں لگا اور خون شرشر بہنے لگا - آپ اِس خونی حالت میں تھکے ماندے زخموں سے چور اپنے غلام زید بن حارثہ کو لیکر ایک طرف کو چلے گئے اور وہاں خرموں کے درخت تلے ذرا آرام لیا - چونکہ جسم سے خون بہت نکل چکا تھا اِسلئے تشنگی معلوم ہوئی قریب ہی ایک یہودی کا کنواں تھا - آپؐ پہونچے کہ پانی سے پیاس کو ذرا بجھائیں کہ اتنے میں کنوئیں کا مالک یہودی آپہونچا اور آپ کو پانی پینے سے روکا اور آپؐ کا نام دریافت کیا اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ایسی حالت میں جبکہ آپ زخموں سے نڈھال ہیں اور ادھر شدت پیاس سے حالت ابتر ہے نام بتا دینا گویا ایک بہت بڑی راحت کو کھو دیتا ہے مگر اللہ رے استقامت اُس حق کے جان نثار نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کو پانی پینے پر مقدم رکھا یہودنے جوں ہی کلمہ مبارک سنا غصے کے مارے آگ بگولا ہو گیا اور آپؐ کو پانی نہ پینے دیا - آپؐ نہایت تکلیف کی حالت میں زید کے ہمراہ کوئیں سے واپس تشریف لائے اور خرموں کے درختوں تلے بیٹھ گئے - اللہ اللہ برگزیدگانِ الٰہی کا جگر ہے کہ خلق اللہ کی فلاح دارین کے لئے خدا واسطے کو وہ بلا سر پر اُٹھاتے ہیں اور اُف نہیں کرتے - سچ ہے ؎

جنکے رتبے ہیں سوا اُنکو سوا مشکل ہے

اللہ اکبر! وہ رسول جسکی شان مین لولاک لما آیا اور جو تخلیق عالم کا باعث ہوا
ایسی بیکسی و بے بسی کیحالت مین جبکہ وہ زخمون سے چور چور ہے اور شدت پیاس سے
حالت دگرگون ہے پانی پینے سے روکا گیا - شاید خدا کو یہان بھی اپنے حبیبؐ کا
امتحانِ استقامت منظور تھا مگر شانِ نبوت دیکھیئے کہ وہی دم خم ہے اور ایسی
حالت مین بھی آپ اپنے عزم و ارادے سے ایک اِنچ بھی پیچھے نہ ہٹے اور دنیا کو بتادیا
کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنے ارادون کے پورے اور پکے ہوتے ہین - آپؐ کو
اسوقت بہت تکلیف تھی اور ان مصیبتون سے آپکا دل بھر آیا تھا - آپ نے
بدرگاہ باری اپنے مجروح اور زخمی ہاتھون کو اُٹھا کر یہ دعا کی "اے پروردگار تو
اِس قوم کو ہدایت کر - تو انھین ہلاک نہ کر - تو ارحم الراحمین ہے ضعیف مسکینونکا
پالنے والا اور مجھ درماندہ کا سنبھالنے والا - تو مجھے کسکے حوالہ کرتا ہے کیا ایسے بیگانہ
کے سپرد کرتا ہے جو مجھے دیکھکر منھ بگاڑتا ہے یا ایسے دشمن کے حوالہ کرتا ہے جو میرے
کام کا مالک قرار دیا گیا ہے - اگر تیرا غضب مجھپر نہین ہے تو مجھے کچھ ڈر نہین - لیکن تیرا
عرصۂ عافیت میرے واسطے کشادہ ہے - مین تیرے چہرۂ زیبا کے نور کی جس سے
تاریکیان روشن دنیا اور دین کے کام ٹھیک ہوتے ہین پناہ پکڑکر عرض کرتا
ہون کہ کہین ایسا نہ ہو کہ مجھپر تیرا غضب نازل ہو اور تو مجھ سے بگڑ جائے لیکن
اگر یہ خفگی میری بھلائی کا باعث ہے تو تجھے وہان تک خفا ہے کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے
اور بغیر تیری امداد و دستگیری کے نہ مین برائی ہی سے بچ سکتا ہون اور نہ
نیکی ہی کی توفیق پا سکتا ہون" اللہ اللہ کیسی رحیم و کریم آپکی ذاتِ مبارک تھی
اور کس درجہ آپؐ مین تحمل و بُردباری تھی - خیال کرنا چاہیئے کہ حضورؐ انور نے

اُن لوگون کے لئے جنھون نے بلا وجہ اور بغیر کسی خطا و قصور کے آپ پر پتھر برسائے اور آپکو زخمی حالت مین شہر سے باہر کر دیا اور پانی تک نہ پینے دیا اُس مصدر کرم نے ان لوگون کے برخلاف ایک حرف بھی بد دعا کا نہ نکالا۔ اور اسقدر ستائے جانے کے بعد بھی اِس سے اگر کوئی دعا نکلی تو یہی کہ لئے میرے پروردگار توان کو ہلاک نہ کر ممکن ہے اُنکی اولاد مین کوئی سعید روح ہو جو تیرے کلام کو قبول کرے۔

الغرض آنحضرت ملول و محزون پھر مکہ واپس آئے اور اب زیادہ تر ان لوگونکی ہدایت کی طرف توجہ فرمائی جو مکہ مین بغرض تجارت یا مذہبی فرض ادا کرنیکے واسطے باہر سے آتے تھے۔ نبوت کے گیارہوین سال حج کے ایام مین ایک دن آپؐ عقبہ مِنا مین تشریف فرما تھے۔ لوگونکی جاہلانہ اور وحشیانہ رسمین اور اُنکی ہوا پرستیان دیکھ دیکھ کر اس ہادی مشفق کا دل خلق خدا کی اصلاح کیواسطے بیتاب ہو جاتا تھا مگر اس طوفان بے تمیزی مین اِسکی سنتا ہی کون تھا۔ کفار قریش نے اپنا دل پتھر کر لیا تھا اور نو واردونکے واسطے سختی سے سنگ راہ ہوتے تھے۔ نہ خود سنتے تھے نہ سننے دیتے تھے۔ ایسی نامرادی کی حالت مین آپ اُٹھے اور دیکھا کہ ایک مقام پر سرزمین یثرب کے چھ نو وارد آپس مین باتین کر رہے ہین۔ آپؐ ٹھہر گئے اور اس امید پر کہ شاید ان مین کوئی راہِ حق کا طالب نکل آئے۔ مخاطب کر کے نصیحت کی اور قرآن شریف انکو سنا کر دین اسلام قبول کرنیکی ہدایت کی۔ ان لوگون نے آپکے خلوص اور سچے جوش سے متاثر ہوکر اسیوقت بہت خوشی سے کلمہ پڑھا اور اپنے وطن کی راہ لی۔ ان شیدائیان حق نے یثرب پہونچکر خوشی خوشی اپنے یار دوستونکو بشارت دینا شروع کی کہ ہمارے پڑوسی یہود کہا کرتے ہین کہ آئیگا اللہ جنوبؐ سے

اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانونکو جمال سے چھپا دیا۔ اُسکی ستایش سے زمین بھر گئی۔" توہم نے اپنی آنکھون سے قدوس کو فاران پر دیکھا۔ اسکی تجلی جمال نے ہمارے سینہ کو روشن کردیا۔ بیشک وہ نبی جسکی ستایش سے زمین بھر گئی محمدؐ ہین جو مکہ مین اسوقت ہماری ہی قوم سے مبعوث ہوئے ہین۔ اس بشارت نے کچھ ایسا اثر کیا کہ بہتیرے نا دیدہ مشتاقِ دیدار ہوگئے سے

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کین دولت از گفتار خیزد

دوسرے سال یعنے نبوت کے بارھوین برس ان سابق الایمان مسلمانون کے ہمراہ چھ اور شخص آنحضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوئے اور دولتِ ایمان سے مالا مال ہوئے اور کہا کہ ہم رنج و راحت مین آپ پر فدا رہینگے۔ اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولی ہے۔ رخصت کے وقت آنحضرتؐ نے اس جماعت کی خواہش کے موافق ایک صحابی کو تلقین و تعلیم کیواسطے ہمراہ کردیا۔ یثرب پہونچکر اس جماعت نے سرگرمی سے اسلام کی اشاعت شروع کردی اور دینِ حق یثرب والون مین گھر کرنے لگا۔

ادھر مکہ مین آنحضرتؐ کے صبر و استقلال کا سخت امتحان ہو رہا تھا۔ کفار قریش نے آزار رسانی کا کوئی پہلو اُٹھا نہ رکھا تھا۔ اب انکی قساوت حد درجہ پہونچ گئی تھی اسلام کی بیخکنی مین ہر وقت تلے بیٹھے رہتے تھے مگر آنحضرتؐ کسیطرح ہمت نہ ہارے۔ نصرت الٰہی پر آپکو پورا وثوق تھا۔ حق کی فتح پر کامل یقین تھا۔

واقعہ معراج

انھین ایام مین حق تعالی نے اپنے اولوالعزم رسولؐ کو اپنی قدرت عظمت اور رحمت کا سمان آنکھون سے دکھا کر ایقان کامل کے انتہائی درجہ تک پہونچا دیا۔ یعنے اشرف المخلوقات کے گروہ مین سے

ایک خاص الخاص بندہ کو ایک شب مین معراج الکمال پر پہونچا کر خلعت اصطفےٰ سے سرفراز فرمایا اور عالم شہود مین عالم غیب کے اسرار آئینہ کردئے۔ شرح معراج کیواسطے لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا (تاکہ ہم اسے اپنی نشانیان دکھائین) کا اشارہ کافی ہے۔ اِس سے زیادہ ؎ اگر یک سر موے برتر پرم ✦ فروغ تجلی بسوزد پرم ✦

وہ سرور' وہ لذت' وہ ذوق حضوری' وہ کیفیت' وہ سوز وگداز' وہ راز و نیاز وہ مشاہدہ' وہ استغراق زبانِ قلم سے کیونکر ادا ہو۔ پنجگانہ نماز وہ نورانی تحفہ ہے جو بارگاہِ صمدیت سے محبوب کبریا کو اسی شب معراج مین عطا ہوا اور آپ نے کمال دریادلی سے اپنے پیروؤن کو اسکے فیض سے فائز فرمایا۔

عقبۂ ثانیہ نبوت کے تیرھوین سال ایام حج مین یثرب سے ۷۵ آدمی اِس مذہب کی صداقت کو دیکھ کر مشرف باسلام ہونیکے لئے حضورِ انور کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ شیدائیانِ حق کا یہ مختصر گروہ اُسی جگہ جہان کہ بیعت عقبۂ اولیٰ عمل مین آئی تھی جمع ہوا اور حضرت رسولِ خدا کو اطلاع دی۔ آپؐ وہان تشریف لائے۔ اِن جوشیلے مسلمانون نے جنھون نے مدینہ مین اشاعت اسلام کی تھی حضورؐ انور سے اِس امر کی درخواست کی کہ حضور مدینہ تشریف لیچلین اور وہان توحید کی تعلیم دین۔ غرضکہ جب اِن ۷۵ آدمیون نے اسلام قبول کرلیا تو حضور انور نے اِن نومسلمون سے فرمایا کہ بھئی تم نے مذہب اسلام تو قبول کرلیا ہے مگر اس سے تمھین بہت تکلیف ہوگی اور تمھارا جان و مال خطرے مین پڑجائیگا تمھین سیکڑون مصیبتین اور آفتین جھیلنی پڑینگی اسپر ان دین کے فدائیون اور توحید کے شیدائیون نے یکزبان ہوکر یہ جواب دیا کہ

اِس مذہب کے مقابلے مین کسی آفت اور تکلیف کی پرواہ نہین - ہم نے اِس مذہب کے قبول کرنے سے پہلے ہی یہ سمجھ لیا تھا کہ ہمین بہت بڑی بڑی دقتون اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا - اے خدا کے پیارے تو اپنا دین اور اُسکے پاک اُصول ہمین تلقین کر تاکہ ہم اسپر کاربند ہون - حضور انور نے انکو اِس درجہ مستقل مزاج پاکر خوشی کا اظہار کیا اور پھر انکو اسلام کی تعلیم و تلقین سے مالامال کیا - اور بارہ نقیب مقرر فرمائے تاکہ یثرب مین دینِ حق پھیلائین - جسوقت یہ کارروائی ہو رہی تھی کفار قریش کا ایک مخبر دور سے یہ ماجرا دیکھکر دوڑا ہوا شہر مین آیا تاکہ کافرونکے سردارونکو اطلاع دے - صبح کو سردارانِ قریش پیچ و تاب کھاتے ہوئے یثرب کے قافلے مین آئے اور بہت کچھ ڈرایا دھمکایا کہ شب کے واقعہ کا پتہ چل جائے مگر یہ راز سربستہ کسیطرح نہ کھُلا آخر اپنا سا منہ لیکر رہگئے اور قافلہ روانہ ہوگیا - لیکن قریش کی یہ ناکامی آنحضرتؐ اور مسلمانان مکہ کے واسطے بلائے بے درمان ہوگئی - عناد کی آگ سارے شہر مین بھڑک اُٹھی اور ہر مشرک اب اِس تاک مین بیٹھا کہ جسطرح ہو سکے ان موحدون کا خاتمہ کردے - حضرت رسولِ خداؐ نے یہ حال دیکھکر مسلمانونکو یثرب مین ہجرت کرنیکی اجازت دیدی چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ مین ایک ایک دو دو کرکے قریب ایکسو گھر کے خالی ہوگئے - اِس نازک وقت مین جبکہ جان کے لالے پڑے ہوئے تھے مشرکین درندون کی طرح خون کے پیاسے تھے اور ہر طرف موت کا سامنا تھا - آنحضرتؐ کمال پامردی اور استقلال کے ساتھ اِس مہلکہ مین قدم جمائے رہے یہانتک کہ اصحاب نبی راہِ خدا مین ہجرت کرکے بخیر و عافیت یثرب پہونچگئے - صرف آپکے ساتھ رفیق قدیم حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ شیرِ خدا باقی رہگئے - مشرکین قریش یہ حال دیکھ کر

سمجھے کہ غضب ہوگیا۔ مسلمانونکو ایک پناہ کی جگہ ملگئی اور ہم کچھ نہ کرسکے مگر کیا ہوا ابھی موقع ہاتھ سے نہین گیا۔ بس اب بہی وقت ہے محمدؐ تنہا ہین جو کچھ کرنا ہو جلدی سے کرنا چاہیئے۔ ورنہ کہین آپؐ بھی یثرب پہونچ جائین اور ہم ہاتھ ملکر رہجائین۔ چنانچہ نہایت عجلت کے ساتھ مکہ کے دارالندوہ مین مشرکین قریش کے سردارونکا جسمین دوسرے قبیلے کے اشخاص بھی بلائے گئے تھے ایک جلسہ قرار پایا اور آنحضرتؐ کے متعلق رائے زنی ہونے لگی۔ بہت ہی بحث مباحثے کے بعد یہ بات قرار پائی کہ حضورؐ انور کا کام تمام کردیا جائے۔ ابوجہل نے آپکے قتل کی یہ تجویز پیش کی کہ مقررہ وقت پر سب ملکر آپ پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑین اور تلوارون سے ٹکڑے اُڑادین تاکہ کوئی خاص قبیلہ اس قتل کا ذمہ دار نہ ٹھہرایا جائے۔ اُدھر تو یہ خوفناک منصوبہ باندھا جارہا تھا اور ادھر فتح و نصرت حضورؐ انور کے قدم چوم رہی تھی بیوقوفون کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ ؎ دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ؛

آپکا محافظ حقیقی وہ زبردست اور قدرت والا تھا جو تمام عرب کیا بلکہ سارا عالم بھی آپکا مخالف ہوجاتا تب بھی آپکا بال تک بیکا ہونے نہ پاتا۔ چنانچہ حافظ حقیقی نے اپنے حبیب کی آپ حفاظت کی اور اس مہلکہ سے نجات پانیکی تدبیر تلقین فرمائی اور ارشاد ہوا کہ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (یعنے اے محمدؐ کہدو کہ تمھین کوئی شخص جان سے نہین مارسکتا) آپنے جب کفارون کے منصوبے کی خبر سنی تو حضرت ابوبکرؓ اور جناب علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے لئے کوئی فکر نہ کرو۔ خدا میرا حافظ و ناصر ہے اور مجھے اسکے بھروسہ پر چھوڑ دو۔ اللہ اکبر کس درجہ آپکو اپنے خدا پر بھروسہ تھا کہ ادھر تو خدا کہتا ہے کہ واللہ یعصمک من الناس اور اُدھر

حضور فرماتے ہین کہ مجھے کسی ایسے باڈی گارڈ کی ضرورت نہین کیونکہ میرا مولا اور میرا آقا میری حفاظت کا مجھ سے وعدہ کر چکا ہے - اللہ اللہ کیا ہی ہمت اور کیا ہی استقلال تھا کہ ہزارون آفتون اور مصیبتون کے پیدا ہو جانے پر بھی آپ کا قدم ذرا نہین ڈگمگایا اور آپ اخیر وقت تک ثابت قدم رہے -

الغرض تجویز کے مطابق رات کی تاریکی مین یہ خونخوار درندے خانۂ اقدس کے گرد چپکے سے گھات لگا کر دبک رہے کہ علی الصباح جسوقت آپ برآمد ہون ایک ساتھ جھپٹ کر فیصلہ کر دین - بار بار روزن در سے جھانکتے تھے اور یہ دیکھکر کہ آپ بستر راحت پر آرام فرما رہے ہین خوش خوش دبے پاؤن واپس آتے تھے کہ ہمارا شکار ہمارے پنجہ مین ہے مگر ؎ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ✤ حافظ حقیقی نے اپنے حبیب کو بچنے کی تدبیرین بتا دی تھین - آپ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے ارشاد فرمایا کہ قریش میرے خون کے پیاسے گھات لگائے بیٹھے ہین - تم میرے بستر پر میری چادر اوڑھ کر لیٹ رہو تاکہ قاتلون کو میرے نکل جانے کا شبہہ نہو - خدا تمھارا نگہبان ہے کچھ اندیشہ نہ کرنا - فدائے نبیؐ حضرت علیؓ مرتضیٰ جنھین اپنی جان شیرین حبیب خدا سے زیادہ پیاری نہ تھی اٹھے بستر رسول پر اپنی جان کی قربانی پیش کر دی - کیون نہین سچے فدائی ایسے ہی ہوتے ہین ؎

اے دوست اگر جان طلبی جان بتو بخشم ✤ ور جان چہ عزیز است بگو آن بتو بخشم

اللہ اللہ کیسے جان نثار اور سچے فدائی تھے آپ کے صحابہ کہ ایسے موقع پر جبکہ دشمنون نے ننگی تلوارین لیکر مکان کا محاصرہ کر لیا ہے اور وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہین کہ حضور اندر کے موقع مین پاکر انکا کام تمام کر دین - ایسی

خطرناک حالت مین اور ایسے خطرناک بستر پر آپکے جان نثار اپنی جان کی کچھ پرواہ نہ کر کے بغیر کسی سوچ بچار کے حضور انور کے ارشاد کے مطابق اُس بستر پر لیٹ جاتے ہین جس بستر پر لیٹنے والے کے لئے دشمنون کے چُنے ہوئے خونخوار بہادر تلوارین سونتے کھڑے ہین - الغرض حضرت رسولؐ خدا نے پہلے جسقدر امانتین آپ کے پاس موجود تھین حضرت علیؓ کے سپرد کین کہ انکے مالکونکو پہونچا کر مدینہ چلے آئین - بعد ازان حافظ حقیقی پر بھروسہ کر کے مکان کے ایک دریچہ سے چھپکر نکلے اور قاتلون کی آنکھون مین خاک ڈالکر صاف نکل گئے - مکان سے نکلکر حضرت رسولؐ خدا اپنے قدیم رفیق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر آئے اور کچھ سامان سفر تیار کر کے مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے - آنحضرت نے اپنے وفادار رفیق کو جس نے خدا اور رسولؐ کی محبت مین اپنے اہل و عیال سب کو تنہا چھوڑا ساتھ لے لیا تھا -

اِسی اثنا مین خونخوار قاتل علی الصباح آپکے برآمد ہونے کے منتظر تھے مگر یہان صبح کاذب کے پیشتر ہی صبح صادق کا ظہور ہو چکا تھا - کتے غافل ہو گئے تھے اور مکان مین صرف خدا کا شیر سو رہا تھا - دیر تک انتظار کرنے کے بعد قاتل آخر گھر مین گھسے - بستر رسول پر حضرت علیؓ مرتضیٰ کو دیکھکر سخت متعجب ہوئے آپکو بہت کچھ ڈرایا دھمکایا اور سخت اذیت دی کہ کسیطرح آنحضرتؐ کا پتہ بتادین مگر آپ صرف یہی کہتے رہے "واللہ اعلم بحال رسولہ" - ابوجہل کے کہنے سے کہ "تم جس کام کے لئے آئے ہو وہ کرو تمھین علی سے کیا واسطہ" انھون نے حضرت علی کو چھوڑ دیا -

غار ثورہ اب ذرا رسولِ خدا کی طرف اپنی توجہ کو مبذول کیجئے - آپؐ کو

اپنے رفیق کے ساتھ چل کھڑے ہوئے پر راستہ مین بہت سی تکلیفین ہوئین - آپ نے پنجونکے بل چلکر ننگے پاؤن یہ سفر کیا تاکہ آپکے نقش قدم نمودار نہون اور مشرکین مکہ آپکا تعاقب کرین - زمین چونکہ پتھریلی تھی تلوے چھل گئے اور پیرون سے خون نکلنے لگا - حضرت ابو بکرؓ نے جب اپنے آقا اور اپنے ہادی کا یہ حال دیکھا تو آپکو اپنے کاندھون پر چڑھا لیا اور اب آپؐ غار ثورہ تک پہونچگئے - حضرت ابو بکرؓ غار کے اندر گئے اور تمام غار کو اچھی طرح سے صاف کیا جہان سوراخ تھے اُنکو اپنی چادر مبارک پھاڑ کر بند کر دیا - ایک سوراخ رہگیا تھا جب کپڑا باقی نہ رہگیا تو اُسپر آپنے اپنا پیر رکھدیا اور حضورؐ انور کو بھی غار کے اندر بلا لیا - اتفاق سے ایک زہریلے جانور نے حضرت ابو بکرؓ کے پیر مین کاٹ کھایا حضرت ابو بکرؓ کو درد تو بہت سخت ہوا مگر اس خیال سے کہ پیر ہلانے سے حضورؐ انور جو زانو پر سر مبارک رکھ کر آرام کر رہے ہین بیدار ہو جائینگے اور آپ کو تکلیف ہوگی - اُس مرد خدا نے اُف نہ کی - یہ ہے محبت اور جان نثاری - ہلنے نہین کہ مبادا زانو ہلجائے اور حضورؐ انور بیدار ہو جائین - آنحضرت جب بیدار ہوئے اپنے رفیق کی اس کیفیت کو دیکھکر بہت افسوس کیا اور خالق حقیقی کے حضور مین اُنکے لئے دعا کی - آپنے دعا کے ساتھ اپنا آب دہان صدیق اکبر کے پیر مین لگا دیا - غرض خدانے زہر کے اثر کو فوراً دور کر دیا ؎

تریاق در دہان رسول آفرید حق　　صدیق راچہ غم بود از زہر جان گزا

کفار قریش اپنی آخری کوشش مین ناکام رہکر بالکل از خود رفتہ ہوگئے - اب انکے غیظ و غضب کی کچھ انتہا نہ تھی - شہر مین منادی کر دی کہ جو کوئی آپکا پتہ لگا کر شہید کر ڈالے مالا مال کر دیا جائیگا - لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے - عرب نشان قدم خوب پہچانتے ہین - باوجود اسکے کہ حضورؐ پنجے کے بل تشریف لیگئے تھے کفار پتہ لگانے لگاتے

غار ثور تک پہونچگئے۔ حضرت ابوبکرؓ کو جسوقت اُنکی آہٹ معلوم ہوئی نہایت مضطرب
ہوئے اور آنحضرت سے عرض کیا کہ کفار آن پہونچے۔ اب ہم دونون کا یہین خاتمہ ہے۔ حضرت
رسولِ خداؐ نے ایسی نازک حالت مین جبکہ موت آنکھونکے سامنے پھر رہی تھی اور تمام
اُمیدون کا خاتمہ تھا بے نظیر استقلال ور عدیم المثال جوانمردی سے ارشاد فرمایا۔
لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا اے ابوبکر کیا غم ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ وہ جان بخش
الفاظ ہین جو آب زر سے صفحۂ تاریخ پر لکھنے کے قابل ہین اور یقین کامل در رضا اور
تسلیم کی مجسّم اور زندہ تصویر ہین۔ الغرض کفار غار کے کنارے پہونچے اور قریب تھا کہ
توحید کامل کی تعلیم دینے والا تمام عالم کو ایک جامع اور مانع مذہب کا سکھانیوالا انسان
کو دینی اور دنیوی فلاح کا راستہ بتانیوالا کا بغیر دین کی تکمیل کئے ہوئے خاتمہ ہوجائے
مگر قادر ذوالجلال نے اپنی قدرت کا عجب کرشمہ دکھایا۔ مکڑی غار کے مُنہ پر جالا
تان کر اس محبوب دوجہان کے واسطے سینہ سپر ہوگئی جنگلی کبوتر آکر وہین پر اپنا
گھونسلا بنا کر دربانی کی خدمت کرنے لگا۔ کفار ان علامات کو دیکھکر یون سمجھے کہ
ممکن نہین آپؐ اس تنگ تاریک اور ویران غار مین پناہ گزین ہوئے ہون۔ آخر
تھک کر واپس آئے۔ تین شبانہ روز آپ اس غار مین پوشیدہ رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی
ایک صاحبزادی جنھین اُنکا پتہ معلوم تھا رات کو چھپکر کھانا پہونچا دیتی تھین اور عبداللہ
ابن ابوبکرؓ کفار کی خبرین لاتے تھے تیسرے دن آپ باہر نکلے اور اونٹون پر
سوار ہوکر عام راستہ چھوڑ کر غیر معروف رہ سے یثرب کی سمت روانہ ہوئے۔ مگر ابھی
تک پتہ لگانیوالونکا سلسلہ ٹوٹا نہ تھا گران بہا انعام کے لالچ مین لوگ اِس معصوم
نبیؐ کی تلاش مین جانین لڑا رہے تھے۔ آخر اُنمین سے ایک مسلح شتر سوار سراقہ نامی

آپؐ تک پہونچ ہی گیا۔ آنحضرتؐ اسوقت یادِ خدا مین مشغول کلام مجید کی تلاوت فرمارہے تھے دشمن جیسے قریب آیا تائیدِ غیبی اپنا کام کر گئی گھوڑے کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور سوار عاجز ہوگیا۔ سراقہ پر ہیبت طاری ہوگئی دل لرزنے لگا سمجھا کہ خاصانِ خدا پر ہاتھ ڈالنے والا نیچا دیکھتا ہے۔ نہایت عاجزی کے ساتھ معافی کا خواستگار ہوا اور اپنی استدعا قبول ہوجانے کے بعد مکہ واپس آیا اور راستہ مین جس قدر پتہ لگانیوالے ملتے گئے اُنکو یہ کہکر پھیر لایا کہ مین دور تک دیکھ آیا کہین پتہ نشان نہین چلتا۔

رسول یثرب (مدینہ) مین

اہل یثرب کی یہ حالت تھی کہ حضور انورؐ کی آمد آمد کا مژدۂ جانفزا سنکر شوق دیدار مین اپنے گھرون سے نکلکر مکہ کی راہ مین کئی کئی میل پر جاکر بیٹھا کرتے تھے۔ آخر وہ دن بھی آگیا جسکا انتظار تھا۔ ایک دن آپکی سواری کے آمد آمد کی دھوم مچگئی چھوٹے بڑے مارے خوشی کے دوڑے جارہے تھے۔ ہر طرف مبارک سلامت کا غُل مچا ہوا تھا۔ اور سب حضور انورؐ کے استقبال کے لئے دوڑ رہے تھے۔ پہلے آپ مدینہ سے باہر محلہ قبا مین اُترے۔ یہ جگہ بلندیِ مدینہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہان حضور انورؐ نے چار یوم قیام فرمایا اور ایک مسجد تعمیر کی جسکا نام مسجد قبا ہے اور یہ سب سے پہلی مسجد ہے اور اسی مسجد مین اوّل اول نماز پڑھی گئی۔ دو چار روز بعد حضرت علیؓ نے یہ سفر پیادہ پا کیا تھا اور آپکے پائے مبارک مین چھالے پڑ گئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اور اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپکے صحابہ کسدرجہ آپکے ساتھ محبت رکھتے تھے۔ تکلیفین برداشت کرتے مصیبتین سہتے مگر آپکی جدائی کے صدمے نہ برداشت کرسکتے تھے۔ جب آپؐ کی

سواری محلہ قبا سے شہر مین داخل ہوئی تو اشراف اور رؤسائے قبائل نے آپکے اونٹ کی نکیل پکڑلی اور ہر ایک سردار یہی خواہش کرتا تھا کہ حضور میرے ہی گھر اترین۔ غرض ہر ایک شخص یہی چاہتا تھا کہ حضور کے مبارک قدمون سے میرا ہی گھر سرفراز اور روشن ہو اسپر آپ نے فرمایا کہ میرے ناقے کی نکیل چھوڑ دو جہان اسکو خدا تعالی کا حکم ہوگا وہین ٹھہر جائیگا۔ چنانچہ وہ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان کے قریب ٹھہر گیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہان مسجد نبویؐ بنی ہوئی ہے۔ آپ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے مکان پر اترے اور سات ماہ کے قریب تک یہان قیام فرمایا۔

مسجد نبوی کی تعمیر

دار ابو ایوبؓ مین قیام فرما کر آنحضرت نے چاہا کہ مہاجرین اور انصار کے مابین مواخات کا سلسلہ قائم ہو تا کہ سب کے سب اخوت کی زبردست زنجیر مین بندھ جائین اور مکی و مدنی ایک دوسرے کے بھائی ہو جائین۔ چنانچہ اس جدید اتحاد یا باہمی عقد مواخات یعنی بھائی چارہ کی رو سے ہر ایک انصار نے مہاجرین کو اپنا بھائی بنا لیا۔ اس سے ان دونون کے مقاصد حیات وابستہ ہو گئے۔ اسطرح غریب الوطن مہاجرین کا ٹھکانا بھی ہو گیا اور سچی ہمدردی اور زبردست اتفاق کا عملی سبق بھی ہو گیا۔ باہمی اتفاق قائم کرنیکے بعد آنحضرتؐ نے خاص مدینہ مین وہ زمین جہان کہ آپ کا ناقہ بیٹھا تھا خرید لیا۔ اور یہان پر ایک مسجد تعمیر کی جسوقت یہ مسجد بن رہی تھی اسوقت منجملہ انصار و مہاجرین کے حضور انور خود بھی اینٹین اور گارا بھر بھر کر ٹوکریون مین لاتے تھے۔ یہ وہی مسجد ہے جو آج تمام عالم مین مسجد نبویؐ کے نام سے مشہور ہے۔ اس سادہ عمارت مین نہ محراب تھا نہ منبر نہ فرش فروش نہ ساز و سامان۔ لیکن اگر یہ چیزین نہ تھین تو کیا حرج تھا۔

بھلا جہان تسلیم کی محراب، اخلاص کا منبر، تواضع کا فرش، اور صدق وصفا کا سائبان سامان ہو وہان فانی چیزون کا کیا ذکر۔

پہلوے مسجد مین بعد ازان آنحضرت نے اپنے اہل بیت کے واسطے حجرے بنوا کر ابو رافعؓ اور زید بن حارثہؓ کو مکہ بھیجا کہ آپکی بیوی اور بچّون کو یہان لے آوین ساتھ ہی عبداللہ ابن ابوبکر بھی گئے اور حضرت صدیق کے اہل وعیال بھی آگئے۔

مدینہ کے یہود اور منافقونکی سازش اور شرارت۔ واقعہ بدر کبری

مسلمانونکو اب اگرچہ کچھ اطمینان ہو چلا تھا مگر کفار قریش کا ایک خوف ہر وقت رہتا تھا علاوہ برین خود مدینہ مین اسوقت پورا امن وامان نہ تھا جہان کئی گروہ ہوگئے تھے عبداللہ ابن ابی جو مدینہ کا حکمران ہونے کو تھا مگر حضرت رسول خدا کے تشریف لاتے ہی شہر کا رنگ بدل جانے سے نہ ہو سکا مسلمان ہونے کو ہو تو گیا تھا اور اپنے گروہ کے ساتھ بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا مگر اندرونی مخالفت اُسکے سینہ مین بھری ہوئی تھی۔ یہ جماعت جو منافقین کے لقب سے مشہور ہوئی میٹھی چھری بنکر اندر ہی اندر اپنا کام کرنے لگی اور اس نے نازک موقعون پر دغا دی۔ دوسرا گروہ یہود کا تھا جنکو اسلامیون سے قلبی عداوت تھی۔ ان لوگون نے اگرچہ ابھی کھلم کھلا مخالفت نہ کی لیکن موقع محل کے منتظر تھے۔ یہودیون کی اِس شرارت اور منافقون کی یہ سازش دیکھکر حضور انور نے چند جمہوری اُصول کی بنیاد ڈالی۔ اِسکے مختصر طور پر یہ اُصول تھے صلح اور جنگ کی حالت کل مسلمانون پر یکسان عائد ہوگی۔ انمین سے کسی ایک یا دو آدمیون کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وہ خود ہی اعلانِ جنگ کردین یا خود ہی صلح کرلین۔ یہودی

جو جمہوری انتظام مین شامل حال رہنا چاہتے ہین ہر حالت مین ہمارا فرض ہوگا کہ ہم انکی حفاظت کرین اور اُنکے لیے بیرونی حملون کے واسطے سینہ سپر ہو جائین اُنکے حقوق مسلمانونکے مساوی ہونگے۔ وہ مسلمانونکے پہلو بہ پہلو عہدون پر ممتاز ہونگے۔ یثرب مین جتنی قومین یہود کی آباد ہین انھین مذہبی فرائض ادا کرنیکی پوری پوری آزادی ہوگی۔ مجرم خواہ یہودی ہو یا مسلمان سزایاب ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مدینہ پر حملہ کریگا تو یہودیونکو اُنکی مدافعت مین آنا پڑیگا۔ اب آئندہ کوشش کیجائیگی کہ باہم مخالف اور متضاد گروہون مین اتحاد قائم ہو۔ آنحضرتؐ نے کمال دانشمندی اور مدبرانہ لیاقت سے امن وامان قائم رکھنے اور مدینہ کی حفاظت کی غرض سے اس معاہدہ کو ترتیب دیا تھا۔ یہودیون نے پہلے تو اس معاہدے کو قبول نہ کیا مگر بعد مین کسی مصلحت سے عہدنامہ پر دستخط کر دیئے مگر اندر ہی اندر مخالفت مین اُسیطرح جمے رہے۔ اُن کمبختون نے خفیہ طور پر اہل مکہ سے ساز باز کر کے انھین مسلمانون پر چڑھائی کرنے کے لئے آمادہ کر لیا اور انھین لکھا کہ تم مدینہ پر حملہ کرو۔ باہر سے تم مسلمانون کو مارنا اور اندر سے ہم مارینگے۔ چھ یہودی جو گرفتار کئے گئے تھے اُنکے پاس بھی اِسی مضمون کے خطوط نکلے۔ قریش جو مسلمانون کے پہلے ہی دشمن تھے اِن باتون سے بہت ہی خوش ہوئے اور خیال کیا کہ اب ہم مسلمانونکو مدینہ سے بھی نکال دینگے۔ جب یہ خبر رسول خدا تک پہونچی تو آپ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے کیونکہ آپ بالطبع بہت ہی رحمدل تھے اور خونریزی سے آپؐ کو سخت نفرت تھی آپؐ مخلوق خدا کو آرام اور امن سے دیکھنا پسند کرتے تھے اور ابھی تک آپؐ نے تلوار نہین اُٹھائی تھی۔ ایسی صورت مین جو درپیش تھی اپنے وفادارون اور پیرووُن کی حفاظت کی تدبیر نکرنا کمالات کا نقص تھا۔ خونخوار اور کینہ ور قریش سے

ہرگز امید نہ تھی کہ فتح پاکر کسی ایک مسلمان کو بھی زندہ چھوڑینگے - پھر کیا خود کو اور مسلمانونکو خاک وخون مین لوٹتا ہوا دیکھنا گوارا ہوتا - آپؐ کو راہِ خدا مین اپنی جان عزیز نہ تھی مگر اسلام اور اُسکے ماننے والونکی حفاظت جان سے بڑھکر تھی - حقیقت یہ ہے کہ آپؐ کو خدا نے اِسواسطے بھیجا تھا کہ آپؐ مکارم اخلاق کو پورا کرین - بیشک آپکی ذاتِ پاک حکمت عفت، شجاعت اور عدالت کی زندہ تصویر تھی - آپ منتظر تھے کہ کیا کرین کہ قادرِ مطلق کے دربار سے تحفظ دین کے واسطے جہاد کا حکم نازل ہوا - حضرت رسولؐ خدا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے صحابہ جو ابتک راہ خدا مین کمال صبر و استقلال کے ساتھ طرح طرح کی اذیتین سہیں تھین اب یہ خداوندی فرمان سُنکر دین الٰہی کی حمایت مین ظالم اور حد سے بڑھجانے والے کفار کے شر دفع کرنے کے واسطے سینہ سپر ہوگئے اور قبل اسکے کہ ظالم اپنا کام کرجائین اور دین الٰہی کی نشانیان مٹادین راہ حق مین مردانہ وار جہاد کرنیکے واسطے مستعد ہو بیٹھے - وہ پاکباز مقدس بزرگ جو برسون غار حرا مین دنیا کے بکھیڑون سے الگ یادِ خدا مین مشغول رہتا تھا وہ نبی کریم جو ایسا رقیق القلب تھا کہ بیکسون اور دردمندونکی مصیبت پر بے اختیار رو دیتا تھا - ایسے فرشتہ خو نیک نفس نے ایسی خطرناک حالت مین جبکہ اسلام اور اُسکے ماننے والونکا خاتمہ ہی تھا جہاد فی سبیل اللہ مین وہ مردانگی اور قابلیت دکھائی اور دینِ حق اور اُسکے پیروؤن کی ایسی حفاظت کی کہ اگر اس نبیؐ کے نام لیوا کچھ بھی خیال کرتے تو اِسقدر غفلت نہ برتتے -

اِس عرصہ مین ابوجہل نے مکہ سے جنگ کا پیغام بھیجکر ایک ہزار لشکر کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کردی مسلمان بھی جنکے پاس نہ اچھے ہتھیار تھے نہ سواری کے گھوڑے نہ کافی اونٹ قریشیون کے لشکر جرار کے مقابلے کے لئے تین سو کی مختصر جمعیت کے

ساتھ میدان مین آئے۔ اگرچہ لشکرِ کفار مسلمانون سے تین گنا زیادہ تھا اور اُسکا سامان بھی مسلمانون سے تگنا تھا اور مسلمان بالکل تھوڑے اور بالکل بے سر و سامان تھے مگر مسلمانونکے دل نورِ اسلام کے اثر سے قوی تھے اور غیرت دینی اور حمیت اسلامی نے انکی ہمتون کو بلند کر دیا تھا اسلئے ایک شدید لڑائی کے بعد فتح مسلمانونکی ہوئی۔ سپہ سالارِ لشکر ابو جہل معہ دیگر بڑے بڑے سردارونکے مارا گیا۔ بکثرت کفار قید ہوئے۔ اُس زمانہ کے قانونِ جنگ کے مطابق تمام جنگی قیدی قتل کر ڈالے جاتے تھے مگر حضور رحمۃ اللعالمینؐ نے اس قانون کو بدل دیا اور مسلمانونکو ہدایت کی کہ "وہ ان قیدیون کی حد سے زیادہ خاطر و مدارات کرین انکو کھانے کھلاوین اُنسے خوش اخلاقی اور شیرین کلامی سے پیش آوین اور کوئی جملہ ایسا منہ سے نہ نکالین جس سے اُنکی دلشکنی ہو۔ آخر حضورِ انورؐ نے اپنے صحابیون سے رائے لیکر رہا کر دیا جب وہ لوگ مکہ مین واپس گئے

بدر کی دوسری لڑائی
۱۷۔ رمضان سنہ ۲ ھ

تو کفارِ مکہ کا جوش پھر تازہ ہو گیا اور ابو سفیان دو سو آہن پوش لیکر آندھی پانی کی طرح مدینہ پر چڑھ آیا مدینہ سے باہر چند مسلمانونکو شہید کر کے اُنکے باغات کو تباہ و برباد کر ڈالا جب مسلمانونکو خبر ہوئی تو وہ اپنے مظلوم بھائیون کا معاوضہ لینے کے لئے باہر نکلے مگر ابو سفیان باوجود دو سو آہن پوش سوار رکھنے کے اسقدر پریشان ہو کر بھاگا کہ بھاگتے وقت اُسکے سوارون نے اپنی خرجیون سے تمام کھجورین پھینکدین تاکہ گھوڑے ہلکے ہو کر تیز دوڑین۔

اسی اثنا مین ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا یعنے حضورِ انورؐ اپنے رفیقون سے علیحدہ کسی درخت کے تلے سو رہے تھے کہ ایک بدوی عرب کے شور سے آپکی آنکھین کھل گئین

جو ننگی تلوار لئے آپکے سرہانے کھڑا تھا حضورِ انور کے جاگنے پر اُس وحشی نے کہا کہ اے محمد بتا اب تجھے کون میری خونخوار تلوار سے بچائیگا۔ آپ نے فرمایا کہ "خدا" اسپر بدو نے وار کرنا چاہا مگر حضورِ انور نے اُچک کر اُسکی تلوار چھین لی اور فرمایا کہ بتا اب تجھے کون بچائیگا۔ اُسنے مایوس ہوکر کہا "افسوس کوئی نہین" آپ نے تلوار اُسکے آگے پھینک دی اور فرمایا رحم کا پیشہ مجھ سے سیکھ۔ یہ رحم اور جرأت دیکھکر وہ بدوی سوجان سے فدا ہوگیا۔ مسلمان ہوکر یہ شخص آخر دم تک حضورِ انور کا جان نثار بنا رہا۔

جنگ احد شوال سنہ ۳ ھ اگرچہ مشرکین ۲ دفعہ ذلّت کے ساتھ پسپا ہو چکے تھے مگر پھر بھی اُنکے حوصلے پست نہوئے اور اب تیسرے سال پھر ایک بڑے ساز و سامان اور بڑی تیاری کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی اِس دفعہ بھی لشکر کا سپہ سالار ابوسفیان تھا۔ لشکر کے ساتھ سردارونکی عورتین بھی آئی تھین تاکہ مردونکو میدانِ جنگ مین جوش دلائین اور میدان سے بھاگنے نہ دین بلکہ شرم دلائین۔ چونکہ یہ لڑائی ایک پہاڑی پر ہوئی تھی جسکا نام اُحد تھا اسلئے اُسکا نام جنگ اُحد ہوا۔ کفار لشکر مین تین ۳ ہزار جوان تھے اور پوری طرح سے مسلح تھے اور ادھر مسلمان صرف ایکہزار تھے جنمین سے تین ۳ سو وہ یہودی تھے جو بظاہر تو مسلمان تھے مگر درپردہ مسلمانون کے سخت دشمن تھے۔ اِن منافقون نے عین موقعہ پر جاکر دھوکہ دیا اور لڑنے سے انکار کردیا۔ اب تین ہزار جوانون کے مقابلہ مین صرف سات سو مسلمانونکی قلیل جماعت رہگئی۔ آخر ہنگامہ کارزار گرم ہوا اور سخت معرکہ کی لڑائی ہوئی۔ حضورِ انور زخمی ہوئے۔ چہرۂ مبارک پر بھی زخم لگا دندان مبارک شہید ہوئے

آپکے پیارے چچا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضؓ جنہون نے اسلام مین بڑی بڑی بہادریان دکھائی تھین اس جنگ مین شہید ہوئے۔ کافرونکو اُنسے محض مسلمان ہوجانیکی وجہ سے سخت دشمنی تھی کمبختون نے لاش مبارک کی بہت بیحرمتی کی۔ ابوسفیان کی عورت اور یزید کی دادی ہندہ نے جسکے باپ کو حضرت حمزہ رضؓ نے واصلِ جہنم کیا تھا آپکا جگر نکلواکر کچا چبا گئی۔ حضورؐ انور نے جو سلوک کفارونکے زندون کے ساتھ جنگ بدر مین کیا یعنے جنگی قیدیون کی جان بخشی کی اور اُسکے عوض جو سلوک اِن کفارونے مسلمانون کے شہیدونکے ساتھ کیا قابل غور ہے۔ کفار کے بھی بڑے بڑے اور جری لوگ مارے گئے اگرچہ مسلمان تین ہزار لشکر جرار کے مقابلہ مین صرف سات سو تھے اور عین موقعہ پر منافقون نے اپنی علٰحدگی سے انکی کمر توڑ دی تھی مگر پھر بھی خدا کے فضل وکرم سے ایک بڑی سخت لڑائی کے بعد فتح خداوند جل علاشانہ نے اپنے سچے فرمانبردار بندون ہی کو عطا فرمائی اور دشمنانِ اسلام نے ذلت ورسوائی کے ساتھ راہ فرار اختیار کی۔ اگرچہ مسلمانون کا ایک بہت بڑا حصہ شہید ہوگیا تھا مگر جب نتیجے کی طرف دیکھا جاتا ہے تو فتح ونصرت کا سہرا انھین کے سر چڑھا۔

حضورؐ انور کے زخمی ہونے سے مسلمانونکو سخت صدمہ ہوا اور بعض مسلمانون نے عرض کی کہ یارسول اللہ آپ انکے حق مین بددعا فرماوین تاکہ وہ اپنی بدکرداری کی سزا پائین۔ حضور رحمۃ اللعالمین نے فرمایا کہ خدا نے مجھے آیہ رحمت بناکر بھیجا ہے میرا کام بددعا اور لعنت کرنا نہین ہے بلکہ میرا کام اقوام عالم کی بہتری اور بھلائی کرنے کا ہے۔

مشرکین مکہ جب اپنے منصوبون مین ناکامیاب رہے تو مکہ پہونچکر اپنا

غیض وغضب اسطح پر نکالا کہ ایک نامہ حضور انور کی خدمت مین لکھا کہ ہم پھر دوبارہ تمھین نیست ونابود کرنیکے لئے آتے ہین اِس سخت اور تلخ ترین خط کا جواب حضور انور نے صرف یہ دیا "خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہی ہمارا محافظ ہے اور ہماری مدد کریگا۔

غزوہ خندق

ذیقعدہ ۵ھ

مشرکین مکہ کو جب پے در پے شکستون اور ناکامیون کے بعد ہوش آیا تو اُنھون نے مسلمانونکے مقابلے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ تمام قبائل کے پاس قاصد بھیجکر مدد منگوائی اور خیبر کے یہودیون کو بھی گانٹھا۔ غرض ۵ھ ہجری مین ابوسفیان پھر دس ہزار کا لشکر لیکر مدینہ کا رُخ کیا اور مدینہ پہونچکر شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مشرکین عرب اور یہودیون کا لشکر کوسون تک پھیلا ہوا تھا۔ لاچار حضور انور نے بھی مقابلہ کی ٹھانی اور بہ مشکل تین ہزار آدمی جمع ہوسکے۔ حضور انور نے پہلے تو سلمان فارسی کے مشورہ سے شہر کے گرداگرد خندق کھدوائی تاکہ شہر محفوظ رہے۔ خندق کے کھودنے مین خود حضور انور بھی شریک تھے۔

کفار نے پہلے تو ان یہودیون پر حملہ کیا جنھون نے مسلمانون سے عہد شکنی نہ کرکے اُنکا ساتھ دینے سے انکار کردیا تھا۔ اِسکے بعد اُنھون نے مدینہ کا محاصرہ کرلیا اور کوئی بیس دن تک محاصرہ کیئے پڑے رہے مگر مسلمانونکی جوانمردی سے خندق کے اندر نہ داخل ہوسکے۔ کفار مکہ آخرکار اِس بیس دن کے لگاتار محاصرہ سے سخت تنگ آگئے اور ادھر خدا کی شان ایسی ہوئی کہ اُنمین تفرقہ پڑگیا اور اِسکے بعد ایک طوفان آیا جس سے مشرکین کے ڈیرے ڈنڈے اور خیمے سب اُکھڑ پکھڑ گئے اور ابوسفیان اپنی پراگندہ فوج کو لیکر مکہ چلا گیا۔

مسلمان واعظونکا مارا جانا

مشرکین مکہ اور یہودیونکی متفقہ کوششین جب برباد گیئن تو اُنھون نے مسلمانونکی ایذادہی و بربادی کا ایک اور نیا طریقہ اختیار کیا۔ یعنے اسلامی احکام سے مستفید ہونے کے بہانے سے انکو یہان طلب کرتے اور اُن بیچارونکو بیگناہ شہید کرڈالتے اور جب بدلہ لینے کے لئے مسلمان جاتے تو وہ پہاڑون مین بھاگ جاتے اور چھپ جاتے۔ چنانچہ قبیلہ بنی لحیان کے چند آدمیون نے خدمت نبوی مین حاضر ہوکر یہ خواہش کی کہ آپ کچھ ایسے مسلمان واعظ روانہ فرماوین جو ہمین اُصول اسلام کی تعلیم کرین۔ آپنے اُنکی درخواست پر چند واعظ روانہ کردیئے مگر جب یہ بیچارے واعظ وہان پہونچے نوان بیگناہون کو شہید کرڈالا اور جب مسلمان اُنکی گوشمالی کیلئے تیار ہوئے تو وہ سب کے سب بھاگ گئے اور پہاڑون مین جا چھپے۔

زمانہ حج کا شروع ہونا

ہجرت کے چھٹے سال کے اختتام پر حضور انور کا ارادہ حج کو جانیکا ہوا اور مہاجرین و انصار مین سے ۷۰۰ آدمی چلنے کیلئے تیار ہوئے۔ قریشیون نے جب آپکے آمد آمد کی خبر سُنی تو شہر سے باہر نکلکر جنگ کی تیاری شروع کردی مگر جب اُنھین یہ معلوم ہوا کہ آپ صرف زیارت کعبہ کیلئے آئے ہین تو وہ باز آئے اور شہرون مین چلے گئے مگر چونکہ اُنھین خدا کے رسول اور اُسکے جان نثارون سے سخت درجہ دشمنی تھی اُنھون نے ستانا شروع کردیا اور آپ پر پتھر برسائے۔ حضور انور نے قاصد کے ذریعہ کہلا بھیجا کہ ہم صرف حج کعبہ کے ارادے سے آئے ہین۔ ہمین حج کرلینے دو اور جو شرطین تم کروگے

ہمین منظور ہین۔

چنانچہ قریشیون نے یہ عہدنامہ تیار کیا:۔ (۱) تمام لڑائی فساد دس سال تک ہمارے تمہارے درمیان بند رہین (۲) جو شخص قریش سے مسلمانون مین آئے فوراً قریشیونکو واپس دیدیا جائے (۳) مسلمانونکا کوئی شخص مکیون مین جائیگا تو واپس نہ دیا جائیگا (۴) اگر کوئی قوم مسلمانون سے یا اہل مکہ سے میل جول کرنا چاہے تو اُسے کوئی روک ٹوک نہ ہوگی (۵) مسلمان صرف حج کرتے ہی واپس چلے جائین (۶) وہ اِن ایام مین ہمیشہ آسکتے ہین اور تین روز سے زیادہ نہین ٹھہر سکینگے اور اُنکے ہمراہ سوائے سفری اسلاح یعنے نیام کی ہوئی تلوار کے اور کچھ نہ ہو۔۔۔۔ حضورؐ انور نے اِن شرطونکو منظور فرمالیا اگرچہ بعض صحابہ نے اِس سے اتفاق نہین کیا کیونکہ تمام شرطین صرف قریشیونکے فائدے کی تھین۔ مگر حضورؐ انور کی رائے مقدم تھی سبھون نے تسلیم خم کردیا۔

بادشاہون کے نام نامے

حج سے واپس آنیکے بعد آپؐ نے نجاشی بادشاہ حبشہ، ہرقل قیصر روم، خسرو پرویز شاہِ ایران۔ مقوقس والی مصر۔ حارث بن ابی سمر والئے ملک شام اور سودہ والئے یمامہ کے نام نامے لکھے اور انکو دعوت اسلام کی اور یہ محض دعوت اسلام تھی۔ خوشی کی بات تھی اسمین کسی قسم کا جبر واکراہ نہ تھا۔ ان نامون مین خدا کی حمد وثنا کے بعد یہ بتایا گیا تھا کہ اسلام کیا ہے اور اسکے قبول کرنے سے تمھین کیا فائدہ ہوگا۔ جسوقت یہ نامہ نجاشی کے پاس پہونچا اُسنے اُسکی تصدیق کی اور صدق

دل سے کلمۂ طیبہ پڑھکر تثلیث کے مثلث سے نکلکر اسلامی دائرہ مین داخل ہوگیا ہرقل قیصرِ روم اور مقوقس مصر بھی اگرچہ قائل ہوگئے مگر حب جاہ بری بلا ہے۔ اتنی جرأت نہ کرسکے کہ برملا تصدیق رسالت کرکے دین حق قبول کرلیتے۔ لیکن دونون نے ایلچی کی خاطر مدارات کرکے شائستگی کے ساتھ جواب دیا اور نیازمندی کا اظہار کیا مگر خسرو پرویز تاجدارِ ایران نے خط کو چاک کرکے پھینک دیا اور قاصد کو دربار سے نکلوا دیا۔ آپ نے جسوقت اِس متکبر بادشاہ کی بددماغی کا حال سُنا نہایت متانت سے فرمایا قادرِ مطلق اسیطرح اِسکی سلطنت کو پارہ پارہ کرڈالے گا۔

دوبارہ حج بیت اللہ کو جانا

ہجرت کے ساتوین سال پھر نبی صاحب نے حج کی تیاریان کردین اور اِس دفعہ بیس ہزار مسلمان آپکے ہمراہ چلنے کو تیار ہوئے۔ مسلمانونکی یہ عظیم الشان جماعت جسوقت مکہ مین پہونچی تو اہل مکہ نے اپنے اپنے مکان خالی کردئے اور شہر سے باہر نکلگئے۔ سر ولیم میور لکھتا ہے "یقیناً یہ ایک عجیب منظر تھا۔ دنیا کی تاریخ مین یہ ایک بیمثال نظارہ تھا۔ یہ پرانا شہر تین دن کیلئے اِسکے باشندون سے خالی ہوگیا تھا۔ انکے چلے جانے کے بعد مسلمانون نے اِس تھوڑی سی فرصت مین اپنے ارکان حج کو پورا کیا۔ قریش مکہ کی بلند پہاڑیون پر چڑھگئے تھے۔ اِن سب کی آنکھین مسلمانونکی طرف لگی ہوئی تھین جو اپنے ہادیٔ برحق کے ساتھ طواف کعبہ مین سرگرم تھے۔ اِن قریشیون کو مسلمانون مین انکے قریبی رشتہ دار اور دوست آشنا نظر آتے تھے جنھین وہ حسرت بھری نگاہون سے تک رہے تھے۔ اِس نظارہ نے اسلام مین بعد کو جان ڈالدی" غرضکہ حسب معاہدہ مسلمانون نے تیسرے دن

مکہ خالی کر دیا مسلمانوں کی اِس پابندی وقت اور عہد و پیمان پر قائم رہنے سے قریشیوں پر ایک عجیب قسم کا اثر ہوا اور وہ اِس بات کے قائل ہو گئے کہ واقعی مسلمان قول و اقرار کے پورے وعدوں کے سچّے امن پسند اور صلح جو ہیں اور سچ پوچھو تو اِسلام کا یہ معجزہ تھا جو قریش جیسی دشمن قوم پر یہ بات اثر کر گئی کہ وہ بڑے راستباز اور ایماندار ہیں۔ چنانچہ اِسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بڑے بڑے خونخوار اور کٹر دشمن جنھوں نے قریشیونکو مدد دی تھی مسلمان ہو گئے اور ویسے ہی زبردست اور پکے مسلمان ہوئے جیسے کہ وہ دشمن تھے۔ مثلاً خالد بن ولید جنھوں نے اِسلام مین اپنی بہادری سے سیف اللہ کا خطاب حاصل کیا اور عمر بن عاص جو فاتح مصر کے نام سے تاریخ اِسلام مین مشہور ہوئے۔

فتح مکہ رمضان ۸ھ

۸ ہجری مین قریشیوں نے عہد شکنی کی اور حدیبیہ مین خوب قتل و غارت کر کے شیرازۂ امن کو درہم برہم کر دیا اِسلئے اب یہ ضروری ہوا کہ قریشیونکو انکی اِس زیادتی کا مزہ چکھایا جاوے اور مخلوقِ خدا کو انکے ظلم و ستم کے پنجون سے نجات دلوائی جائے اور خانۂ کعبہ کو ہمیشہ کیلئے بت پرستی سے پاک کر دیا جائے۔ آپؐ نے دس ہزار آدمی ہمراہ لیکر مکہ کا قصد فرمایا اور بغیر کسی جنگ کرنے کے مکہ پر قابض ہو گئے۔ یہ وہی مقام ہے جو آپکا وطن تھا اور یہ وہی جگہ ہے جہان آپ ستائے گئے تھے۔ آپؐ کو اور آپؐ کے جان نثارون کو وطن سے بیوطن کیا گیا۔ بلال حبشی کو جلتی ریت پر لٹا کر تپتے ہوئے پتھر رکھے گئے اور کوڑے لگائے گئے۔

یہی وہ جگہ ہے جہان آپؐکے صحابہ محض مسلمان ہونے کی وجہ سے سخت بیدردی سے قتل کئے گئے۔ وہ تمام باتین اور گذشتہ واقعات آپؐکے اور آپؐکے صحابہ کے زیر نظر تھے اور ایک ذنی اشارہ سے کافی انتقام لیا جاسکتا تھا مگر نہین آپ نے جس صلح اور امن سے مکہ مین قدم رکھا وہ یادگار زمانہ رہیگا۔ نہ کسی کو ستایا گیا نہ کسی کو قتل کیا گیا نہ کسی کا گھر لوٹا گیا اور نہ جلایا گیا نہ کسی عورت کو بیعزت کیا گیا۔ آپؐنے تمام پچھلی تکلیفونکو اور گذشتہ باتونکو بالکل بُھلا دیا اور سب کا قصور معاف کردیا اور تمام مکہ مین اعلان کروادیا کہ ہر قاتل کا قتل اور ظالم کا جرم بخشا گیا۔ اگرچہ مسلمانونکو اس جگہ سخت سے سخت ایذائین اور تکلیفین دیگئی تھین مگر درحقیقت ان تمام مظالم اور زیادتیون کا بدلہ اُنھون نے اچھی طرح سے پالیا جبکہ اپنے ہاتھون سے کعبہ کے بتونکو چکناچور کر ڈالا۔ خاص خانۂ کعبہ مین اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائین بلند کین اور خوب دھڑلّے سے نماز باجماعت پڑھی۔ مسلمانونکے لئے اس سے بڑھکر اور خوشی کی بات کیا ہوسکتی تھی کہ مکہ مین اب کفر کی بالکل بیخکنی ہوگئی اور تمام عرب مین اسلام خوب چمکنے لگا۔ قبائل کے قبائل جوق جوق اور گروہ گروہ خدمتِ نبویؐ مین حاضر ہوکر مشرف باسلام ہونے لگے اور اس طرح پر خدا کی فتح و نصرت کا وعدہ پورا ہوا۔ اسکے بعد آپؐنے کعبہ مین بت پرستونکے آنیکی ممانعت کی اور دراصل یہ ایک نہایت نازیبا بات بھی تھی کہ جب خانۂ خدا بتون سے پاک صاف کردیا گیا تو پھر اس مین بت پرستی کی رسمین اور انسانی قربانیان نہین ہونی چاہئین۔ مگر مشرک وہان ابھی تک اپنے بتونکے قدمون مین بیگناہ انسان کو ذبح کرتے تھے اور عبادت مین بہت سے شرمناک اور قبیح فعل کیا کرتے تھے اسلئے ایک مناسب اعلان پڑھکر سنایا گیا کہ

اِس سال کے بعد کوئی مشرک یا بت پرست زیارت کعبہ نہ کرنے پائیگا کوئی آدمی برہنہ ہوکر طواف نکرنے پائیگا۔ جسنے نبیؐ کے ساتھ عہد پیمان کیا ہے وہ اسکا ہمیشہ پابند رہیگا باقیماندہ لوگونکو چارماہ کی مہلت دیجاتی ہے کہ وہ ملک کے حدود سے نکل جائین اور اِس میعاد کے گذرنے پر کوئی عذر قابل سماعت نہ ہوگا۔ سوائے اِن لوگونکے جنکے ساتھ عہد وپیمان ہوچکا ہے۔

یہ آپؐ کا آخری غزوہ تھا اِسکے بعد آپ کسی غزوہ مین شریک نہین ہوئے آپؐ نے مدینہ طیبہ کے دس سال کے قیام مین کفار کے مقابلہ مین ۷۵ لشکر روانہ فرمائے جنمین سے ۲۷ مین خود بہ نفس نفیس شرکت فرمائی اور ۴۸ پر صحابہ کو سردار کرکے بھیجا۔

تکمیل دین اور حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ

ہجرت سے تیرہ سال پیشتر مکہ مین خدا کے کلام کی آواز بھی نہین آئی تھی اور ایک غیر معمولی سنسانی سارے شہر پر چھائی ہوئی تھی لیکن اب مکہ کی حالت مین بہت بڑی تبدیلی پیدا ہوگئی تھی۔ بہتیرے گروہ اور قبائل بت پرستی سے تائب ہوچکے تھے اور علانیہ رسوم جاہلیت کی حقارت کرچکے تھے اور اُنھون نے بتون کے بجائے خدائے واحد مطلق کی پرستش اختیار کرلی تھی اور علانیہ اپنے گناہون کیلئے ایک ان دیکھی ذات کے آگے استغفار کرنے لگے تھے جسے نہ انھون نے دیکھا تھا اور نہ محسوس کیا تھا۔ وہ نہایت سرگرمی کے ساتھ اُس اَن دیکھی ذات کے آگے رکوع وسجود کرنے لگے تھے اُسی سے دعا مانگتے تھے اور اُسی سے مدد طلب کرتے تھے اُسی کے نام خیرات دیتے تھے اور اُسی کے نام پر دوستی اور دشمنی کرتے تھے یعنے محبت تھی تو اللہ کے لئے

اور عداوت تھی تو اللہ کے لئے۔ فطرت کی تمام بخششون مین زندگی کے کل تعلقات مین ذاتی اور عامہ خلائق کے کل معاملات مین انھین اپنے اَن دیکھے خالق کا ہاتھ کام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ غرض نئی روحانی زندگی مین جسمین وہ محترم ہوئے تھے وہ اپنے نادیدہ خالق کی مرضی کو تمام دنیا پر حاوی سمجھتے تھے۔ اُنکے رونگٹے رونگٹے سے وحدت کے چشمے اُبل رہے تھے۔ پتھر سے، درخت سے، پانی سے آفتاب سے، اور چاند ستارون سے وہ خدا کا نور اور جلوہ آنکھ سے دیکھنے لگے اور اس مین سرمست ہو چکے تھے۔

انسان کی محدود زندگی مین اُس گھڑی کی خوشی کا کیا پوچھنا جبکہ کسی کام کا جسمین وہ ہمہ تن مصروف رہا ہو سرانجام ہو جائے۔ دنیا مین بہت کم ایسے بانیانِ مذہب گذرے ہین جنھین اپنی فی سبیل اللہ کوششون کے خوشگوار نتائج اپنی آنکھون سے دیکھکر ایسی خوشی حاصل ہوئی ہو مگر یہ شرف بھی نبی اُمی کے واسطے مخصوص تھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے مبارک ہاتھون سے دین کو کامل کر کے سچی خوشی عطا فرمائی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔

اِسوقت عرب کی کیا حالت تھی؟ تمام عرب مین اسلام کی شوکت اور حقانیت نے اپنا گھر کر لیا۔ اِس فتح مکہ کے بعد ہر ہر قبیلہ سے آپکی خدمت بابرکت مین وکیل آنا شروع ہوئے اور گروہ گروہ مسلمان ہونے لگے۔ آنحضرت اُن لوگونکے ساتھ نہایت خلق اور مروت سے برتاؤ کرتے تھے اور اُنکو دین کی تعلیم دیتے تھے۔ آپکے اخلاق حمیدہ اُنلوگون کے دلونکو گرویدہ کر لیتے تھے۔ مدینہ منورہ بھی اب تمام بلاؤن سے پاک ہو چکا تھا کیونکہ عبداللہ ابن ابی منافقونکے سردار کے مرے پیچھے اُسکے تمام پیرو سچے دل سے

مسلمان ہوگئے تھے۔ اب نہ قریش کی عداوت تھی نہ یہود کا عناد نہ منافقین کی شرارت تھی نہ قبائل عرب کا فساد۔ نو برس ہیں رسول پاک کے قدمونکی برکت سے شہر کی حالت ہی بدل گئی اور کچھ اور ہی نظر آنے لگا۔ وہ دیکھئے نورِ اسلام کی برقی روشنی کا اُجالا پھیلا ہے۔ تسبیح و تقدیس کا زمزمہ دل کھینچے لیتا ہے اخوت اور ہمدردی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ تقویٰ اور طہارت کا ہر طرف انتظام ہے جسے دیکھئے حق اللہ اور حق العباد کے ادا کرنے مین مصروف ہو کر سچی خوشی سے سرور نظر آتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب کے معراج کمال پر پہونچکر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کے مزے لے رہا ہے۔

حج کے ایام قریب آرہے تھے اِس مرتبہ خود آنحضرت ۲۵ ذیقعد سنہ ۱۰ھ کو مدینہ منورہ سے حج کرنے کو چلے۔ شیدائیانِ دین آپکے ہمراہ ہوئے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار کے عظیم الشان مجمع کے ساتھ خدا کا رسول حریم کعبہ مین داخل ہوا جمعہ کے دن نوین ذالحجہ کو عرفات کا سارا میدان مہبطِ انوار بنگیا اور کچھ اور ہی عالم نظر آنے لگا۔ اللہ اکبر جدھر آنکھ اُٹھا کر دیکھئے سر ہی نظر آتے ہین۔ کچھ عجیب حالت طاری ہے۔ امیر غریب کالے گورے سب کے سب سر کھولے ہوئے ایک چادر اوڑھے ہوئے ذوق شوق کے ساتھ لبیک لبیک پکار رہے ہین۔ یہ عاشقانہ ہیبت اور یہ وجد یہ بیخودی بھی کچھ عجب قسم کی ہے۔ عشاق کی چاک گریبانی مشہور ہے۔ یہان یہ نوبت پہونچگئی ہے کہ خیر سے گریبان کا نشان ہی نہین چاک کیا کرینگے۔ مجذوب کی بڑ مشہور ہے۔ یہان محویت کی یہ حالت ہے کہ لبیک لبیک کی رٹ لگ گئی ہے اور کچھ زبان سے نکلتا ہی نہین آخر انھین کون پکار رہا ہے۔ بس انھین کے دل سے پوچھنا چاہئے مگر دلکی بات دل ہی مین رہتی ہے زبان تک نہین آتی۔ اچھا تو پھر دل کے صاف آئینے مقابل ہین رکھدئے

جائین آنکھون آنکھون مین باتین ہو جائینگی اور کانون کان خبر نہ ہوگی کیون نہین اُس کیفیت اور جذبہ کا اگر کچھ ذکر ہو سکتا ہے تو اسیقدر کہ ؎

ذوق آن بادہ ندانی بخدا تا نچشی

دوپہر ڈھلے منتظرین کے اِس عظیم الشان مجمع مین قادر الکلام نبیؐ اُمی نے دیر تک ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا جسکا ماحصل یہ تھا "اے لوگو میری بات غور سے سنو خدا جانے آئندہ سال مجھے تمسے ملنے کا موقعہ ملے یا نملے۔ جسطرح آجکے دن اور اِس مہینہ کی تم حرمت کرتے ہو اُسیطرح ایک دوسرے کا ناحق خون کرنا اور مال لینا تم پر حرام ہے۔ خوب یاد رکھو کہ تمھین خدا کے سامنے حاضر ہونا پڑیگا اور وہ تمھارے سب کامون کا پورا حساب لیگا۔ اے لوگو جسطرح عورتون پر تمھارے حقوق ہین اِسی طرح تم پر تمھاری عورتون کے حقوق ہین ان کے ساتھ ملاطفت سے پیش آنا اور غلامونکے معاملہ مین دیکھو جیسا تم کھانا ویسا اُنکو کھلانا جیسے تم کپڑے پہننا ویسے اُنھین پہنانا اور اگر اُنسے کوئی خطا ہو اور تم اُسکو معاف نکر سکتے ہو تو اُنکو جدا کر دو کیونکہ وہ بھی تو خدا کے بندے ہین اُنکے ساتھ سخت برتاؤ کرنا کیا معنے۔ اے لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ جتنے کلمہ گو ہین سب ایک دوسرے کے بھائی ہین۔ خبردار نا انصافی کے پاس نہ پھٹکنا۔ مین نے تم مین ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسکو مضبوط پکڑوگے اور اُسی پر عمل کروگے تو کبھی گمراہ نہوگے وہ چیز قرآن شریف ہے۔ اے لوگو عمل مین اخلاص مسلمان بھائیون کی خیرخواہی اور جماعت مین اتفاق کرنا۔۔۔۔۔"

خطبہ کے اختتام پر آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا کہ اے اللہ تو گواہ رہ مین نے حقِ خدمت ادا کر دیا۔ لوگون نے بھی کہا کہ یا رسول اللہ ہم گواہ ہین

آپؐ نے خدا کے سب احکام ہمکو پہونچادیئے اور رسالت کا پورا حق ادا کردیا۔ حق تعالےٰ نے اپنے رسول اور اُسکی اُمت کی تصدیق اور اپنی رضامندی کے اظہار مین یہ آیت فرمائی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ... یعنے مینے آجکے دن تمھارے دین کو کامل کردیا۔

تکمیل نبوت

آپؐ کے خاتم النبیین ہونے کے ثبوت مین اِس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپکی مبارک گفتار کا ایک نقطہ اور آپؐ کے افعال کا ایک ایک شوشہ بھی حیطۂ قلم سے کہین ضائع نہین ہوا۔ اِسلئے کہ آئندہ آنیوالی نسلین علم کے روشن چراغ کے سامنے عقل و ذہانت کی کسوٹی سے خوب دیکھ لین، جانچ لین، سمجھ لین کہ بے ریب آپ ہی اور صرف آپ ہی کی ذات ہادی ممتاز انسانی کمال کا کامل اور بےمثل نمونہ ہے۔ کسی بادشاہ کے حالات کسی نے کیا قلمبند کئے ہونگے۔ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح کو دیکھو کہ تمام خانہ داری اور ملک داری کے اندرونی اور بیرونی معاملات بغیر کسی قسم کے استثنا کے اپنون اور بیگانون دوستون اور دشمنون ہمسایون اور اجنبیون بیبیون اور بچون سے تعلقات بغیر کمی بیشی اور خود مبارک وجود کے اپنے ذرہ ذرہ واقعات بے کم و کاست سب کے سب محفوظ اور تمام دیکھنے اور سننے والی دنیا کے سامنے موجود ہین تاکہ ہر کس و ناکس کو اس بات کے دیکھنے کا اچھی طرح موقعہ ملے کہ وہ داعی الی الخیر کن خوبیونکا انسان ہے اِسلئے کہ دنیا کو معلوم ہو کہ وہی صرف تمام اِخلاق فاضلہ انسانی کا جامع اور کامل نمونہ ہے۔ تم بیشک تاریخونکی ورق گردانی کرڈالو اور چھان بین کے دائرے کو دنیا کے ایک سرے سے دوسرے تک وسیع کرلو۔ ساری کوشش کا

آخر کار یہی نتیجہ ہوگا کہ فلاں کون تھے؟ فرشتہ تھے یا انسان کہاں ہوئے کہاں گئے کیونکہ انکی زندگی کے حالات محفوظ نہین رہے - انسانی دست برد سے مامون نہین رہے - یہ زمانہ کی ایک زبردست شہادت ہے کہ اس خاتم النبیینؐ کا کامل نمونہ ہی اس قابل ہے کہ دنیا کے سامنے ہمیشہ کے لئے باقی رہے ۔۔۔ کون نہین جانتا کہ انبیا کا سب سے اعلیٰ اور اولیٰ فرض منصبی لا الہ الا اللہ کا وعظ اور محبت و عظمت الٰہی کا اپنی قوم کو منوانا ہے - جسکے ادا کرنے مین انھون نے بڑی جان توڑ کوششین کین سخت سے سخت تکلیفین سہین اور خطرناک سے خطرناک مصیبتین جھیلین مگر افسوس قوم نے جیسی چاہیئے اُنکی قدر نہ کی - بہت تھوڑے نکلے جنھون نے آمنا و صدقنا کہا اور انمین سے بھی وہ کہ جنکا ایمان بیابان مین اور کاٹھ کی لکڑی پر آزمایا گیا - مگر دیکھو ایک یتیم کس مپرس جس نے کبھی کسی کالج مین تعلیم نہین پائی تھی جو کبھی کسی مہذب سوسائٹی مین نہین رہا تھا جسکے اردگرد کوئی ترقی یافتہ نظارہ نہین تھا جسکا کوئی تربیت دہندہ نہین تھا اپنی قوم کی بہتری کے لئے ہمت کی کمر باندھتا ہے - اس بُت پرست مشرک قوم کی اصلاح کے لئے جو قسما قسم کے توہمات اور قابل نفرت رسومات مین گرفتار کیا مرد کیا زن کیا بچے کیا بوڑھے سب کے سب پتھر کے بنے دیوتاؤن اور دیویون کے سامنے ننگے بدن عجیب ہیئت اور شکل مین ہاتھ باندھے مُنہ بناتے بندرونکی طرح چیخنے چلاتے ناچتے نچاتے گاتے بجاتے تھے - جہالت بھی عجیب بلا ہے - جو عجوبہ نظر آیا اسی کو خدا سمجھ لیا جو کرشمہ دیکھا اُسیکو پوجنا شروع کر دیا ہان اُسی قوم کی بہتری کے لئے وہ یتیم کھڑا ہوا جو خود پسندی خود پرستی مین شہرہ آفاق تھی جنکی لڑائیونکا نہ کوئی سبب ہوتا اور نہ کوئی انتہا جنمین شراب کی کثرت، زنا کی کثرت، جوئے کی کثرت،

سود کی کثرت، مار دھاڑ لوٹ مار کی کثرت۔ بیبیون پر ظلم ہے، لڑکیون پر ظلم ہے۔ بیواؤن پر ظلم ہے، یتیمون پر ظلم ہے، غلام اور لونڈیون پر ظلم ہے۔ بے زبان اور حیوانون پر ظلم ہے جسطرف دیکھو ظلم ہی ظلم ہے۔ نہ انھین علم سے کام نہ حکمت سے واسطہ نہ تو اعتقادات پاک ہین اور نہ اخلاق اچھے اور اسپر طرفہ یہ کہ اپنی کرتوتون پر فخر ہے۔ غرضکہ اسقدر گری ہوئی قوم کی اصلاح کا سچا درد اس یتیم کے دل مین پیدا ہوا۔ وہ درد کیا تھا۔ ایک سمندر کا اُبال اور جوش تھا جو بجز اپنے ظرف کو خالی کر دینے

آپکی ہمدردی

کے کسی طرح بھی مدھم ہوتا ہوا نظر نہین آتا تھا۔ جیسا کہ اس در یتیم یعنے خاتم النبیین کی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے۔ اس مقدس ذات نے اپنی بے سروسامانی اور اپنے دشمنونکی زبردست طاقتون اور خونخوار جمعیت کا ذرا بھی خیال نہ کیا اور اس سرکش اُجڈ قوم مین جو حکمت وحکومت کا نام تک نہ جانتی تھی لا الہ الا اللہ کا وعظ شروع کیا۔ وہ وعظ کیا تھا۔ انکے نزدیک گندی گالیون سے بھی بدتر تھا۔ سارے کا سارا عرب غیظ وغضب کی آگ سے بھڑک اُٹھا۔ مخالفت پر کمر باندھ لی۔ کس لیے؟ ایک اکیلی جان توحید کی منادی کی ہلاکت کے لیے۔ بھلا اس بے غرض بے نفس گوشہ نشین کو جسکا مسکن ریگستان وبیابان

آپکی بے نفسی

تھا اور جسکا بسیرا غار تھا بادشاہ بننے کا خیال کیا ہو سکتا تھا اگر شہرت غرض ہوتی تو پہلے بھی اس قسم کا کوئی نشان کوئی نمونہ موجود ہوتا۔ چالیس برس تک تو امن اور خاموشی کی زندگی گذاری اور اخیر وقت مین قوم کی بہتری کی سوجھی۔ کیا عزت مقصود تھی؟ یہ اچھی عزت ہوئی کہ پہلے عزت بھی ہاتھ سے گئی۔ اس سے پہلے تو آپ قوم مین معزز تھے، محبوب تھے، امین تھے

بچہ بچہ تک آپکی دیانت و امانت سے واقف تھا۔ مگر اب تو وہی قوم آپکے خون کی پیاسی ہے
کیا خوبصورت عورت کی خواہش تھی؟ حاشا وکلا۔ ۲۵ برس کا ایک نوجوان عرب
۴۰ برس کی سن رسیدہ بیوہ سے نکاح کرتا ہے اور ۲۵ برس تک اُسی کے ساتھ اپنی
جوانی کی عمر گذارتا ہے۔ کیا وہ اس قسم کے الزام سے متہم کیا جاسکتا ہے حضور کو سارے
عرب کی حسین عورتین پیش کی گئین مگر آپ نے تھوکا بھی نہین۔ کیا دولت کی خواہش تھی؟
اگر اس قسم کی کوئی خواہش ہوتی تو اُسوقت آپکے لئے خوب موقعہ تھا جب قوم نے
اکٹھے ہوکر دولت کو سلطنت کو پیش کیا اور ہر ایک قسم کا لالچ دیا۔ مگر آپ نے سب سے منھ
موڑ کر ایک ہی جواب دیا کہ اگر تم لوگ سورج اور چاند کو بھی میرے داہنے اور بائین ہاتھون
پر اُتار کر رکھدو پھر بھی ممکن نہین کہ طرفۃ العین کیلئے بھی اپنے پاک ارادے کو ترک کردون۔

آپکا عزم

آپ نے ایسے عظیم الشان طور پر مستحکم عزم کے ساتھ اپنے فرض کو شروع کیا کہ اگر وہ لوگ یہ سب کچھ دیدیتے یا جیسا کہ قوم نے آپکو دھمکی دی فی الواقع
معبود حقیقی کی راہ مین بار بار ذبح بھی کئے جاتے تو بھی ممکن نہ تھا کہ آپکے عزم مین ذرا بھی
فرق آتا جیسا کہ آپکی زندگی کے واقعات سے ظاہر ہے کہ اپنے بیگانے، دوست و رشتہ دار
خیر خواہ و غمخوار کیا مکہ اور کیا مدینہ اور کیا عرب اور کیا عجم قریباً سب کے سب آپکی مخالفت پر
اُٹھ کھڑے ہوئے مشرک ہین تو وہ آپکی تباہی کے درپے یہودی ہین تو وہ آپکی بیخکنی کے
فکر مند، عیسائی ہین تو وہ آپکی ہلاکت کے خواہشمند، صابی ہین تو وہ آپکی موت کے
آرزومند غرض یہ کہ سارے کا سارا عرب و عجم ایک تن ایک جان ہوکر آپکی دشمنی پر
تلا ہوا ہے۔ کبھی ایرانیون سے خط وکتابت ہورہی ہے اور کبھی قیصر کے دربار مین منصوبے
ہورہے ہین منافق الگ فساد کی آگ بھڑکا رہے ہین اور کاہن و رمال الگ فالین

نکال رہے ہین اور آپ ہین کہ انکی شرارتون اور حیلون سے واقف نہ انکے مکر و فریب سے خبردار- علم والے آپکے دشمن حرفہ پیشہ آپکے دشمن کسان آپکے دشمن تاجر سوداگر آپکے دشمن اور دشمن بھی خونخوار جوانی کے نشہ مین مست بہادر آپکے قتل کے ارادے کر رہے ہین اور شہر کے بدمعاش اور گنڈے آپکی ایذا دہی کے درپے ہین- غرض ساری خونخوار قومین آپکے ارد گرد اسلئے منڈلا رہی ہین کہ آپکو اور آپکے چند ساتھیونکو دنیا سے نیست و نابود کیا جاے- اسی حالت مین جبکہ ہر طرف سے یاس ہی یاس ہے آس ہے تو صرف اپنے مولی کی آپ ہین کہ اپنے عزم اور ارادے پر اسیطرح قائم ہین- آپکے عزم اور

آپکا استقلال و صبر

ارادے مین کمزوری نہین بلکہ اور بھی بلند پردازی ہے ہمت و استقلال مین کمی نہین بلکہ اور بھی مضبوطی ہے کسی اپنے بیگانے کا خوف نہین بلکہ اور بھی دلیری ہے طبیعت مین پریشانی نہین یاس نہین بے صبری نہین چڑچڑاہٹ نہین- اللہ اللہ اسقدر خطرناک مصائب و مصاعب کا سامنا ہے کہ جان کی بھی خیر نہین اور آپ کس یقین اور اطمینان سے فرما رہے ہین کہ ساری ہی جمعیت بہت جلد شکست کھا جاویگی پیٹھ پھیر دیگی- دشمنونکی ناکامیابی کو

آپکا اطمینان

ایک ایسی نازک حالت مین کامل یقین ہے اور اس کامیابی کو آخر ایک عالم نے فی الواقعہ دیکھا کہ وہی عرب جو بگڑتے تو کبھی سیدھے نہ ہوتے اکڑتے تو کبھی ٹیڑھے نہ ہوتے خاتم النبیین کے معجز نما ہاتھ سے کچھ ایسے درست ہوے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار آخر کرنا ہی پڑا- آپنے اپنی تاثیر قدسی

اپنے مقصد مین کامیابی

کے نیچے توحید الٰہی مین انکو ایک یسا رنگ دیا انکی گندی فطرتونکو وہ صیقل دیا کہ حقیقی محبوب کے

وہ چہرہ جو ہزارون مجازی معبودون کی گھمسان مین چھپا ہوا تھا وہین آخر نظر آنے لگا اب کیا ہے جو کام ہے اسی معبود لایزال کے نام ہے۔ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا آنا جانا سب خدا کے نام ہے۔ نکاح ہو شادی ہو غمی ہو موت ہو ہر حال مین اسی کی تقدیس اسی کی تحمید اسی کا شکر اور اسی کا ذکر۔ سفر کو جائین دعا سفر سے لوٹین تو دعا قلت بارش کا

آپ نے شرک سے بچایا (دعا)

خوف ہو تو دعا۔ بجلی کی کڑک کا ڈر ہو تو دعا۔ بھلا انسان کی میلان فطرت کا مظہر دعا سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیین نے دنیا کو نہ صرف مشرکانہ ظلمتون سے باہر نکالکر توحید کا سبق ہی پڑھایا بلکہ اپنے پاک نمونے کے ماتحت انکی فطر تونکو محبت الٰہی کی اس پیاس سے حصہ دیا جو ہمین حضور کی دعاؤن سے معلوم ہوتی ہے۔ دنیا مین بہتیرے ملکون کے فاتحین گذرے ہین اور انکے ساتھیون نے انکے ہمخیال ہم عقیدہ اور ہم مقصد ہو کر بڑی بڑی جانفشانیان بھی کین لیکن ہمارے نبیؐ صاحب کی قوم نہ تو آپکی ہمخیال نہ ہم مقصد نہ ہم عقیدہ آپ اگر دن کہتے تو وہ رات۔ غور کا مقام ہے کہ ادنی اور معمولی رسم کو مٹانے مین ایسے ایسے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے کہ انسان یاس سے ہمت کھو بیٹھتا ہے مگر وہان تو انکے دین اور دنیا کا ہی صفایا مقصود تھا۔ اسپر یہ کہ آپکے پاس نہ دولت ہے نہ حکومت ہے اور نہ کوئی جمعیت ہے کہ جس پر کسی قسم کا اعتماد ہو سکے غور کرکے بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ جیسی قوم کی اصلاح سے نبیؐ صاحب کو واسطہ پڑا کسی اور کو بھی پڑا جس اعلیٰ مقصد کو لیکر آنحضرتؐ نے اتنی مشکلات مین اپنا کام شروع کیا۔ اسکی نظر کسی اور فرد بشر مین ہے جس اعلیٰ اخلاق کا اظہار سرور کائنات سے ہوا کیا کسی اور سے بھی کبھی ہوا جس پوری کامیابی کے ساتھ آنحضورؐ نے

اپنے اعلیٰ مقصد کو اپنی زندگی مین ایک تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اندر اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا کیا کسی اور کو بھی ایسی کامیابی نصیب ہوئی - آپ نے دنیا سے کوچ نہین کیا جبتک کہ اپنی ساری قوم سارے عرب کو اپنی دلی آرزو اور دلی خواہش کے عین مطابق جہالت اور غفلت کا جامہ اتارے ہوئے اور صلاحیت کی پاکیزہ چادر اوڑھے ہوئے دیکھ لیا - ہر ایک صلاح اور بہتر تبدیلی جو آپنے سرزمین عرب مین کی اپنے آپ مین عجب ہی حیرت انگیز ہے بالکل بینظیر ہے - وہ جنگجو خونخوار جھگڑالو ایک دوسرے کی جانکے دشمن خون کے پیاسے ایک خاتم النبیین کے حکم سے بھائی بھائی ہوئے گلے مل مل کر ایک دوسرے کو مناتے ہین اور اپنے دلونکے بخار نکالتے ہین - وہ پرانی کئی برس کی دشمنیاں اور بغض و کینے جنھون نے سارے عرب مین تہلکہ مچا رکھا تھا گھر گھر فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا جنکی وجہ سے قبیلے کے قبیلے کٹ کٹ کر ڈھیر ہو چکے تھے نہ کہین امن تھا نہ کہین چین بچہ بچہ بگڑا ہوا تھا سیکڑون ہزارون کی تعداد زن و مرد بچے بوڑھے تلوار کے گھاٹ اتر چکے تھے - ہان ان عداوتون اور کینون کو ہزارون سے بھری مجلس مین کھڑے ہو کر اس عظیم الشان مصلح کل انسان نے اپنے زبردست پاؤنکے نیچے ایکدفعہ مسل دیا ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر دیا انکے غضب غصہ اور کینہ کو کچھ ایسے سر دیانی سے بیچ کیا کہ ظالم دشمن انکے سامنے ننھے ننھے بلبلاتے معصوم بچونکو قتل کرتے انکے بوڑھے باپونکو ٹانگون سے پکڑ کر بڑی بیرحمی اور سخت دلی سے چیر ڈالتے گرم دھوپ مین تپتی ریت پر لٹا اور گرم پتھر سینے پر رکھکر انھین کوڑے مرواتے وہ بیچارے وطن سے بیوطن ہوئے مان باپ کو چھوڑا بہن بھائیونکو چھوڑا دوست احبابونکو چھوڑا رشتے بھی توڑے ناطے بھی توڑے بے عزت بھی ہوئے مال بھی گیا دولت بھی گئی اور جان بھی خطرے

مین پڑی سب کچھ ہوا مگر کسیطرح بھی ساتھ نہ چھوڑا' زبان سے کوئی حرف شکایت نہ
نکالا اور اپنے آقا اور رہنما کے پاک نمونے کے ماتحت ایسے ثابت قدم رہے کہ اگر آج اسی
پاک مقدس ذات کے نام لیوا اس خالص نمونے کا کچھ بھی خیال کرتے تو انکی یہ موجودہ
حالت نہ ہوتی۔ سوچو تو سہی وہ بھی تو آخر ایک مسلمان تھے لیکن کیسے جان نثار تھے
وہ بھوکے مرگئے۔ پیاسے ہلاک ہوگئے' اپنے بدنونکو اس مقدس ذات اور اسکے دین
کیخاطر چھلنی کروادیا اور اسکے خاطر داعی اجل کو لبیک کہا۔ بھیڑون بکریون کی طرح
ذبح کیے گئے لیکن آپکی اطاعت سے سر نہ پھیرا۔ اللہ اللہ کیا صبر تھا کیا استقلال
تھا اگلے اسلامیون کا۔

وہ شراب کے نشے مین شب و روز مستغرق اور مدہوش رہنے والے نہ اپنی خبر نہ دنیا کی
خبر نہ گھر کی فکر اور نہ باہر کی فکر' ہان انھین تعجب کی نگاہ سے دیکھو کہ فوراً ایک ہی شاہی
آرڈر سے اپنے اپنے مٹکے اور پیپے' مشکین گلی کوچون مین انڈیل رہے ہین۔ شراب کے
پیالے اور برتن خوشی خوشی گھر گھر توڑ رہے ہین نہ وہ شراب ہے: وہ خوش خوش آواز
ناچنے والیونکی آوازین بلکہ اپنے روٹھے ہوئے ازلی محبوب کو منانے کیلئے یہ سب
چھوڑ چھاڑ اسکے سامنے ہاتھ باندھے گردن جھکائے آنسو بہا رہے ہین اپنی غلط کاریون
کی معافی مانگ رہے ہین اور اسکی محبت کے نشے مین کچھ ایسے سرشار مست الست
کھڑے ہین کہ تلوارین سر پر پڑین نیزے اور تیر پسلیون مین چبھوئے جائین اور پتھر پھینکے
جائین لیکن خبر تک نہین کہ کس دنیا مین ہین اور کہان کھڑے ہین ایک طرف شرابخوری
کی کثرت دیکھو اور دوسری طرف محبت اور عشق الٰہی کا عجیب حیرت انگیز کرشمہ۔

وہ بڑے بڑے ساہوکار سودخوار غریب جانون کے دشمن رحم و خدا ترسی سے

نا آشنا جنھون نے اپنے قرضخواہونکا ناک مین دم کر رکھا تھا انکے سامنے ہزارون کے
مجمع مین اس مقدس رفارمر نے انکے لین دین کے حساب پر لا تا کلوا الربوٰ کی
لکیر پھیر کر غریبون کے تمام بوجھون کو چشم زدن مین اتار پھینکا۔ نہ اپنون کی رعایت
کی نہ بیگانون کا لحاظ سب کے سب سامنے بیٹھے دیکھ رہے ہین زبان تک ہلانے کی جرأت
نہین ان بیچارونکا اپنا تو کچھ رہا ہی نہین تھا کہ کچھ بولتے بلکہ اب تو کچھ بجاے لینے کے غریب
مسکین کو اپنی گرہ سے دیتے ہین۔ انکی غمی و خوشی مین شریک حال ہوکر مددگار ہین۔
زمانہ کا رنگ دیکھو کیا تھا کیا ہوگیا جو فضول خرچ ہے وہ واقصد فی مشیک کا سبق
پڑھکر اکانمی کے اصول پر چلتا ہے۔ آپ نے ظالم مردون کے کانون کو ہلاکر مظلوم کا لمعلقہ
عورتون پر رحم کیا۔ پتھر دل باپونکو جو اپنی لڑکیونکو زندہ درگور کرتے وہ ٹھیس لگائی کہ
منجمد خون پانی ہوکر آنکھون سے بہنے لگا۔ معصومان قابل رحم کو جو بتونکی نذر ہوتے
ہاتھ رکھکر ہلاکت کے بھنور سے بچا لیا۔ بے ماں باپ یتیمونکو انکے رشتہ دارونکے وحشیانہ
سلوک سے محفوظ کرلیا۔ کس مپرس مسکینونکو اپنی کنار عاطفت مین لیکر زر و مال سے بے پروا
اور غنی کردیا اور غریبون اور عاجزون کیلئے انسٹیٹیوشنین قائم کین۔ عاجز بیواؤنکی
تباہ ہوتی ہوئی زندگی کو بچالیا لونڈیون اور غلامونپر رحم کرنے کا عملی سبق دیا اور اسی
رحم کیوجہ سے بہتیرے غلام سپہ سالار بنگئے۔ کمانڈر انچیف بنگئے۔ کپتان اور کرنیل ہوگئے
کیا یہ احسان کم ہین جو نبیؐ صاحب کی مبارک ذات سے ظہور پذیر ہوئے۔ غرضکہ آپ کے
احسانونکو تعلیمونکو کہانتک شمار کیا جائے۔ آپ نے اس جنگجو قوم کے نہ اعتقادات کو
چھوڑا نہ عادات کو چھوڑا اور نہ انکے تمدن کو چھوڑا اور نہ انکے طرز معاشرت کو چھوڑا اور نہ
انکی تجارت کو چھوڑا اور نہ انکے حرفون کو چھوڑا۔ ان سب کو اپنی قدسی اور پاک تاثیر کے

نیچے پاکیزہ رنگ مین تبدیل کردیا اور اس قوم کو جہالت، حماقت، ظلمت و ذلت کے تنگ و تاریک گڑھے سے باہر نکالکر ترقی کے تمام مدارج کو طے کرایا۔ ریگستان کے باشندے خس پوش گڈریے جنگلی نہ کوئی مستقل رہائش تھی اور نہ کوئی مقرر ٹھکانا اونٹون اور بکریونکے دودھ پی کر کھجور اور جنگلی جانورونکا گوشت کھا کر گزارہ کرنیوالے وحشیون کی طرح اس بیابان مین جہان پانی نہ بندہ نہ گھاس نہ پات ریگستان کی ریگ چھانتے آڑاتے اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے اور اپنی زندگیون کے دن کاٹتے تھے۔ نہ کوئی اخلاق تھے نہ کوئی آداب نہ کوئی علم تھا نہ کوئی ہنر۔ ان حیوانونکو نبیؐ صاحب نے آکر انسان انسان سے بااخلاق انسان اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنادیا، تمام امور معاشرت و معیشت سکھلائے آداب تہذیب و تمدن سے آگاہ کیا حفظ صحت کے قوانین تعلیم کئے۔ تجارت، وحرفت و زراعت کے تمام اُصول سمجھائے۔ حکومت فرمانروائی اور سیاست کے قواعد و ضوابط سب واضح کردئے غرضکہ آپؐ اپنے رخصت کے پہلے ہی اہل عرب کو معراج ترقی پر پہونچادیا۔

غرضکہ اس خاتم النبیینؐ کی ذات ہدایت کا ایک کامل نمونہ ہے۔ کیونکہ آپکی مبارک زندگی مین ایسی تمام وہ باتین ظاہر ہوچکی ہین جو تمام انسانی ضروریات پر حاوی ہوسکتی ہین اور آپکی زندگی مین وہ تمام مختلف حالات پیدا ہوگئے جس سے مختلف لوگ سبق حاصل کرسکتے ہین اور اسلئے آپکی ذات والاصفات انسانی ہدایت کا ایک کامل نمونہ ہے۔

آپؐ مجمع سلاطین مین عظیم الشان سلطان، معرکۂ کارزار مین یکتا شہسوار، ممبر شیوۂ زبان سپیکر علم وفضل کی درسگاہ مین ایک طلیق اللسان پروفیسر، مسند فقر پر ایک منکسر المزاج فقیر ہین۔ آپکی ذات سے ایک شخص غربت اور یتیمی کی حالت مین

زندگی بسر کرنا سیکھ سکتا ہے۔ایک شخص کو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کسطرح ستائے جانے کی حالت مین بھی خدمت قوم ہو سکتی ہے۔ایک شخص آپکی ذات سے صبر و استقلال کا سبق سیکھ سکتا ہے ایک سوداگر آپ سے تجارت کا طریقہ معلوم کر سکتا ہے۔ایک وکیل جج یا بیرسٹر یہ سیکھ سکتا ہے کہ مقدمات کسطرح فیصل ہو سکتے ہین کیونکہ آپنے عدالت قائم کی اور عدل و انصاف کیا ایک سپاہی آپ سے جنگی قانون اور سپاہ گری کا سبق لے سکتا ہے کیونکہ آپ بہ حیثیت سپہ سالار جنگ مین شامل ہوئے۔غرضکہ آپ مین وہ تمام باتین موجود ہین جنکی کسی انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے۔

ابھی ابھی آپنے مسجد مین امامت کا فرض ادا کیا ہے تو اسکے بعد آپ یتیمون اور بیکسون کو کھانا کھلا کر مہمان نوازی کا فرض ادا کر رہے ہین۔اسکے بعد غیر مذہب والون سے مذہبی معاملات پر بحث کر کے حق بات کو ظاہر فرما رہے ہین پھر سلطنتون کے ایلچی آئے انکی ملکی معاملات پر گفتگو ہو رہی ہے۔کپڑے پھٹ گئے ہین خود سے انکی مرمت کر رہے ہین۔بازار مین دیکھو غریب اور محتاج لوگونکا سودا خرید کر لا رہے ہین۔میدان جنگ کو فوج جاتی ہے اسکو ترتیب دے رہے ہین۔میدانِ کارزار گرم ہے سب سے اول صف مین تلوار لئے نظر آ رہے ہین۔غرض دنیا کی زندگی کا کوئی کام نہین ہے جو آپ سے کسی نہ کسی وقت پورا نہ ہوا ہو۔کیا نبی آخر الزمان کے سوا کسی اور نبی کی زندگی مین ایسے تمام مختلف مواقع پیش آئے جو ہر ایک شعبہ مین ایک نہ ایک نمونہ مہیا کرتے ہین؟ ہرگز نہین۔اب ذرا دوسرے پہلو پر نظر ڈالئے۔دنیا مین جسقدر صاحب کمال بزرگ گذرے ہین ان مین حضور انورؐ ایک خاص امتیازی درجہ رکھتے ہین کیونکہ جہان دوسرے بزرگون مین صفت کمالیت فطرتِ انسانی یا حالت انسانی کے کسی ایک حصہ سے تعلق رکھتی ہے

وہان آپ کمال فطرت انسانی یا حالاتِ انسانی کے ہر پہلوؤن پر حاوی ہے۔ مثلاً کسی شخص مین یہ کمال ہے کہ اُسنے کسی قوم مین اعلیٰ تہذیب و شائستگی پھیلائی یا کسی کا کمال یہ ہے کہ اسنے کسی منتشر و پراگندہ قوم مین اتفاق کا بیج بو دیا یا کوئی شخص اعلیٰ درجہ کا اخلاقی سبق دینے والا ہے یا کوئی شخص فتح و ظفر اور کشور کشائی مین بڑھا ہوا ہے یا کوئی شخص امانت و دیانت مین یا تحمل و برداشت مین یا عدل و انصاف مین یا ہمت و شجاعت مین کمال دکھاتا ہے تو یہ تمام کی تمام صفات اور کمالات حضور انور مین مجموعی طور پر تھے۔ آپنے عرب جیسی وحشی اور مردہ قوم مین زندگی کی روح پھونک کر متمدن اور شائستہ بنا دیا جہالت کو دور کر کے زیورِ علم و فن سے آراستہ و پیراستہ کر دیا۔ عرب جیسی پراگندہ قوم کو جو برسون سے خانہ جنگیون مین مبتلا تھی سلسلۂ اخوۃ مین پرو کر واعتصموا بحبل اللہ کا سبق دیا اور یہی وجہ ہے کہ آج اگر طرابلس و بلقان مین ایک عربی یا ترکی مسلمان کو درد ہوتا ہے تو سات سمندر پار ایک ہندوستانی مسلمان اسکو محسوس کرتا ہے آپنے عرب جیسی بت پرست قوم کو توحید پر قائم کیا۔ اخلاقی تعلیم مین آپ انک لعلیٰ خلق عظیم کے مصداقِ اعظم تھے۔ دیانت اور امانت داری مین آپ تمام جزیرہ نما مین الامین کے نام سے مشہور تھے فتح و ظفر اور کشور کشائی کی یہ حالت تھی کہ آپ یتیمی سے نکلکر بادشاہ نہین بلکہ شہنشاہ گر ہوئے۔ اب ذرا ایک اور پہلو پر نظر ڈالئے آپسے یہ کمالات اِس قوم اور اِس ملک مین ظہور مین آئے جو قوم یا ملک اسکی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ مثلاً کسی ایسے وقت مین جبکہ توحید کا چرچا عام ہو ایک موحد کا پیدا ہو جانا یا علوم و فنون کے زمانہ مین جبکہ تحقیقات اور چھان بین کا بازار گرم ہو کسی فلسفی کا پیدا ہو جانا۔ جب کسی قوم یا ملک پر بیرونی جماعت آنکر حملہ کرے اور چارون طرف جنگ کا جوش پھیلا ہوا ہو تو کسی بہادر سپہ سالار کا اٹھ کھڑا ہونا

کوئی حیرت کی بات نہین یہ معمولی روزمرہ کا مشاہدہ اور تاریخی تجربہ ہے مگر جب حالت اسکے برعکس ہو اور ایسے کمالات پیدا ہو جائین تو ضرور یہ ایک معجزہ ہے۔ عرب جو پشتہا پشت سے بت پرستی اور شرک نجاست مین لتھڑے چلے آتے تھے انہین توحید کے پھیلانے والے کا پیدا ہو جانا، عرب جیسی قوم جو سالہا سال سے خانہ جنگیون مین مبتلا تھی کُلُّ مُؤمِنٍ اِخوۃٌ کا سبق دیکر ان بکھرے ہوے اجزاء کو شیرازہ جمعیت مین بندھوانے والے کا پیدا ہو جانا عرب جیسے اخلاق رذیلہ رکھنے والون مین تخلقوا باخلاق اللّٰہ کا سبق دینے والے کا ہو جانا۔ اس قوم مین جو دن مین پانچ مرتبہ شراب پیا کرتی تھی انھین پانچ اوقات مین خدا کی عبادت اور پرستش کرانے والے کا پیدا ہو جانا۔ یہ سب باتین ایسی ہین کہ وہ زمانہ وہ ملک اور وہ قوم اپنے اندر ایسے کمالات پیدا کرنیکی قابلیت نہ رکھتی تھی۔ اسلئے یہ ایک صداقت ہے خدا کی ہستی اور گواہی ہے رسول کی رسالت کی۔

وفات الرسولؐ اور اسکا سین

آنحضرت حجۃ الوداع ادا کرنیکے بعد اسی ذی الحجہ کے مہینہ مین صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ مین تشریف لائے اسکے بعد تیسرے ہی مہینہ وہ نہ ٹلنے والی گھڑی آپہونچی جس سے بجز حی القیوم کے کوئی نہین بچ سکتا۔ بیشک کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ رسالت کے فرائض ادا ہو چکے دین کی تکمیل ہو چکی۔ اب اس مقدس ذات کو دنیا مین رہنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ایک مشعل نے سیکڑون فانوسین روشن کر دی تھین اب اس مظہر ذات الٰہی کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف رجوع لازمی تھی۔ مدینہ مین پہونچکر آنحضرتؐ نے سنہ ۱۱ھ کے شروع مین سفر آخرت کی تیاری شروع کی اور بقیع اور اُحد کے شہر خموشان مین جہان مجاہدین دین خدا کی خوشنودی حاصل کر کے قیامت تک چین سے

سو رہے ہیں تشریف لیجا کر دعا اور استغفار میں مصروف رہنے لگے۔ ماہ صفر کے آخر میں تپ شدید لاحق ہوئی اور مرض بڑھنے لگا۔ صحابہ مفارقت رسول کے خیال سے بیتاب ہونے لگے مگر جبتک باہر آنیکی طاقت رہی نبیؐ مشفق انکی تسلی و تشفی کرکے کلمات خیر فرماتے رہے اور یہ ارشاد فرمایا "لوگو! تم میری موت سے کیوں ڈرتے ہو کوئی نبی ہمیشہ اپنی اُمت کے ساتھ نہیں رہا ہم سبکو خدا کی طرف جانا ہے۔ دیکھو میری قبر کو بت نہ بنانا اور گمراہ قوموں کی طرح گور پرست نہ بنجانا۔ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا۔ وفا شعار انصار کیساتھ رعایت اور اہلبیت نبوت کی حرمت کا خیال رکھنا اور تقویٰ اختیار کرنا" مرض سے جب آپؐ بالکل زار و نزار ہوگئے آخر مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت فضلؓ بن عباسؓ کے کاندھوں پر سہارا دیئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ مسلمات و مسلمین کا ایک مجمع مسجد کے اِرد گِرد اپنے نبی کی آخری وصیت سُننے کے لئے جمع ہوگیا۔ خدا کی حمد و ثنا کے بعد رسول اللہؐ نے مجمع کی طرف خطاب کرکے ارشاد فرمایا "مسلمانو! میرا وقت اب قریب آیا ہے۔ اگر مینے کسیکو کچھ تکلیف دی ہو اِسوقت مجھسے اسکا بدلہ لے لے اگر کسیکا مجھپر حق ہو صاف ابھی کہدے میں جان و مال سے حاضر ہوں۔ کیونکہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے کہیں بہتر ہے" پھر آپؐنے حاضرین کے واسطے دعا فرمائی اور احکام دین کی بجاآوری کی تاکید کی۔ بعد ازاں آپ حجرہ میں تشریف لیگئے اور پھر باہر آنیکی طاقت نہ رہی۔ رفیق قدیم حضرت ابوبکرؓ صدیق نماز پڑھانے کے واسطے مقرر ہوئے۔ آخر وہ گھڑی آگئی جسکا انتظار تھا۔ ربیع الاول ۱۱ھ کی ابتدا میں حالت نزع طاری ہوئی آخری وصیت یہ تھی کہ نماز کے پابند رہنا اور مملوک کے حال پر عنایت کی نظر رکھنا آخر قریب شام حالت میں تغیر ہونے لگا۔ اللہ اللہ کیا ہی دردناک سین تھا خدا کا

رسول دنیا سے رخصت ہوتا ہے - آسمان چپ - زمین دل تھامے ہوئے - ہو اچلتے چلتے رکتی ہے اور خانۂ رسولؐ مین غم کی گھڑی کو جھانکتی ہے - پرندون نے چہچہانا چھوڑ دیا - کبوتر معصوم عائشہؓ کی بیکسی کو بھولے پن سے دیکھ رہا ہے - آفتاب رسالت پر موت کا ابر چھا رہا ہے نورانی کرنین پردے مین چھپ رہی ہین - اُمّت کا سرتاج دنیا سے سدھارتا ہے - باپ کی لاڈلی فاطمہؓ کا سہارا بیٹی کے سر سے ہاتھ اُٹھاتا ہے - عائشہؓ کا دل دھڑکتا ہے کہ سہاگ کی منزل آخر ہوئی - حجرۂ رسول کی رونق رخصت ہو رہی ہے - یاس وہراس در و دیوار سے لگے کھڑے ہین - ہائے اب حسنؓ حسینؓ کو کون دوش پر بٹھائے گا - افسوس وہ سہمے جاتے ہین اب کس سے انکے نازک دلونکی دلداری ہوگی - علیؓ کی کمر ٹوٹی جاتی ہے - عقدہ کشا کی زندگی مین حسرت ومحن کی گرہ لگا رہی ہے - سلجھے ہوئے ایام اُلجھ رہے ہین - صدیقؓ اکبر کو بڑھاپے مین یار غار کا داغ رُلائے دیتا ہے - عقل والے تدبیرون کے بادشاہ عمرؓ کو دیکھنا نبیؐ کے فراق نے دیوانہ کر دیا ہے - ہوش وحواس قابو سے نکلے جاتے ہین - عثمانؓ فدا کا سکوت مین ہین غم نے گم کر دیا ہے - سب سے زیادہ جس دل پر قیامت ہے - وہ فاطمۂ زہراؓ کے سینہ مین بھڑک رہا ہے - یہ انکے باپ ہین جو داغ جدائی دیکر جاتے ہین - زہراؓ بی بی رسولؐ بابا کو نظر بے بسی سے دیکھتی ہین اور دل ہی دل مین کہتی ہین - الٰہی ! اب کیا ہوگا - کیا بابا جان مرجائینگے - کیا میرے تشفی دینے والے پردیس کو چلے - ہائے افسوس میدان کارزار مین بھی مجھے جدا نہ کیا لیکن میدان موت مین مجھے بھولے جاتے ہین - اے ابا جان ! مجھے بھی ساتھ لیچلیے - یا خدا ! میرا باپ مجھ سے جدا نہو - مین اس آنکھ کی ٹھنڈک ہون جسکو تونے دنیا کی ٹھنڈک کیلئے مقرر کیا تھا - الٰہی میرا کلیجہ منھ کو آتا ہے" اور ہان بی بی عائشہؓ کی افسردگی دیکھی نہین جاتی - نبیؐ کی منظورِ نظر - صدیقؓ

کی گود مین پلنے والی - آغوش نبوت کے تخت کی ملکہ کیسی اداس، مایوس، نڈھال سر رسول کو گود مین لئے بیٹھی ہے - آج اسکی راج دھانی ہاتھون سے چھن رہی ہے - آج اسکا دھنی دنیا سے منھ موڑ رہا ہے -

سرکار استغراق مین تھے - رخت سفر کا مشاہدہ فرما رہے تھے - عالم خاک سے آنکھ بند تھی عالم پاک کی جانب کھلی ہوئی تھی - یکایک اہل بیت کی بیتابیان - امت کی بیتی کو ساتھ لیکر قدمونکو چمٹ گئین - آنکھونکو تلوون سے ملا اور حضور کو متوجہ کرلیا چشم گرامی وا ہوئی - بے قرارون کی غمناک صورتون پر نگاہ ڈالی اور ان سب کو رفیق اعلیٰ کے سپرد کیا گیا - رفیق اعلیٰ کو پکارا - رفیق اعلیٰ نے لبیک کہی اور جھک کر اپنے کارگزار مقبول بندے کو باسٹھ برس گیارہ مہینے چند روز دنیا مین رکھکر اٹھا لیا انا للہ وانا الیہ راجعون - لو صاحب آقا رخصت ہوئے - فاطمہؓ کی آنکھین اُبل پڑین - عائشہؓ کے حجرے مین آفتاب چھپ گیا - اُمتی اُمتی پکارنے والے اور آخر وقت تک اُمت کے خیال مین سرشار منوالے نے اب اُمت سے مُنھ موڑ لیا -

کیا بیان ہو کہ وہ ذات پاک کیا تھی کیا کمالات انسانی کا روشن چراغ تھا جس نے ظلمت انسانی کو دور کردیا - کیا حقیقت کا آفتاب تھا جس نے عالم رنگ و بو کو روشن کردیا - کیا شعلۂ طور تھا جس نے فضائے ہستی کو وادی ایمن بنا دیا - کیا جمال ازل کا ایک جلوہ تھا جس نے مشتاقین کے قلوب کو ابد تک نور سے معمور کردیا - بس کچھ نہین کہہ سکتا کہ کیا تھا ؎ خدا سے پوچھے شانِ محمدؐ +

سخت افسوس ہے کہ مضمون لکھتے وقت کتابونکا حوالہ اور اقتباس کے مواقع درج کرنا بھول گیا - مجھے اپنی ہیچمدانی کا حال معلوم ہے - امید ہے کہ ناظرین کرام میری لغزشون کو معاف فرمائین گے - (حامد نعمانی)